مُسلسل اِشاعت کے ۵۳ سال

ماہنامہ لولاک کا حکیم العصر نمبر

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ماہنامہ

لولاک

ملتان

شمارہ ۹ جلد ۱۹ | رمضان المبارک ۱۴۳۶ھ جولائی 2015

Email: khatmenubuwwat@ymail.com

حضرت علی شخصیت و کردار کے آئینہ میں

رمضان المبارک

دو اہم فیصلے

حضرت مولانا [illegible] ۔۔۔ تعارف و تذکرہ

فتنۂ غامدیت اور فتنۂ قادیانیت

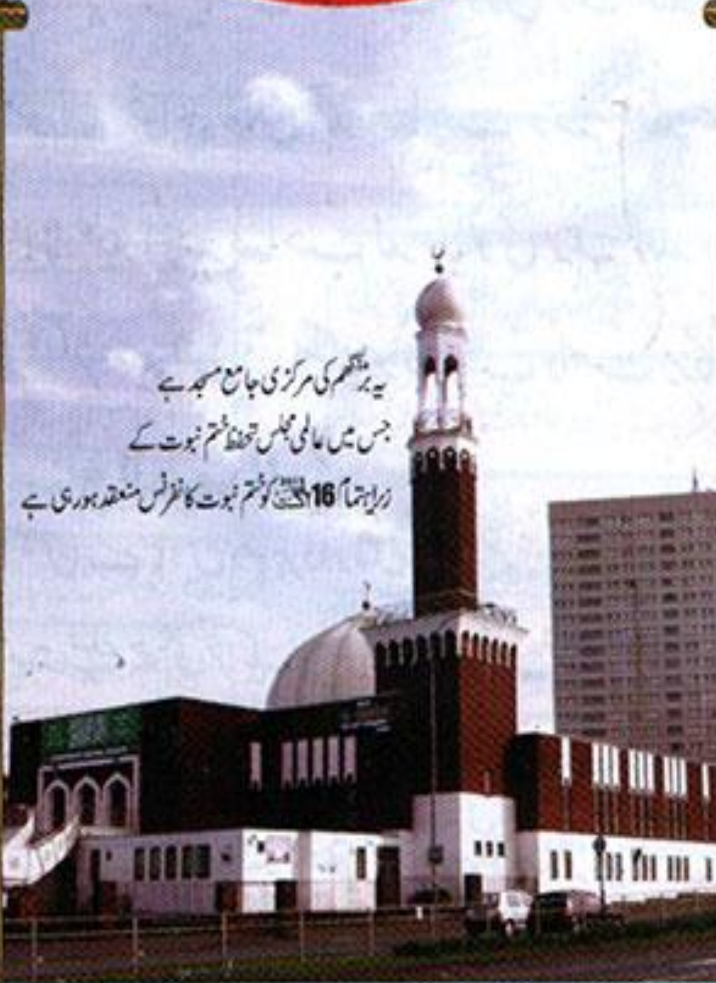

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ماہنامہ

لولاک

ملتان

شمارہ: ۹ ○ جلد: ۱۹

بیاد

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھریؒ
حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
حضرت مولانا عبدالرحمن میانویؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہؒ
حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ
حضرت مولانا محمد شریف بہاولپوریؒ

مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مناظر اسلام مولانا لال حسین اخترؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خان محمد صاحبؒ
فاتح قادیان حضرت مولانا محمد حیاتؒ
حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
پیر طریقت حضرت مولانا شاہ نفیس الحسینیؒ
حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ
حضرت مولانا سعید احمد صاحب جلالپوریؒ

صاحبزادہ طارق محمودؒ

بانی: مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ رحمۃ اللہ علیہ

زیر سرپرستی: حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر مدظلہ

زیر سرپرستی: حضرت مولانا حافظ محمد ناصر الدین خاکوانی مدظلہ

نگران اعلیٰ: حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نگران: حضرت مولانا اللہ وسایا

چیف ایڈیٹر: حضرت مولانا عزیز احمد

حضرت مولانا مفتی محمد شہاب الدین پوپلزئی

ایڈیٹر: صاحبزادہ حافظ مبشر محمود

مرتب: مولانا عزیز الرحمٰن ثانی

کمپوزنگ: یوسف ہارون

مجلسِ منتظمہ

علامہ احمد میاں حمادی	مولانا محمد اسماعیل شجاعبادی
مولانا بشیر احمد	حافظ محمد یوسف عثمانی
مولانا محمد اکرم طوفانی	حافظ محمد ثاقب
مولانا فقیر اللہ اختر	مولانا مفتی حفیظ الرحمٰن
مولانا عبدالرشید غازی	مولانا قاضی احسان احمد
مولانا غلام حسین	مولانا محمد طیب فاروقی
مولانا محمد اسحاق ساقی	مولانا محمد علی صدیقی
مولانا غلام مصطفیٰ	مولانا محمد حسین ناصر
چوہدری محمد اقبال	غلام مصطفیٰ چوہدری ایڈووکیٹ
مولانا عبدالرزاق	مولانا محمد قاسم رحمانی

رابطہ: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ
حضوری باغ روڈ ملتان فون: 061-4783486

ناشر: عزیز احمد مطبع: تشکیل پرنٹرز ملتان مقام اشاعت: جامع مسجد ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

کلمۃ الیوم

ماہنامہ لولاک کا ’’حکیم العصر نمبر‘‘	مولانا اللہ وسایا	3

مقالات ومضامین

حضرت علیؓ شخصیت وکردار کے آئینے میں	مولوی محمد شاہد مبارکپوری	6
اصحاب بدر کا اجمالی تعارف	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی	8
ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی	12
رمضان المبارک	مولانا عبداللہ معتصم	17
فن قرأت وتجوید......عصر حاضر میں اہمیت وضرورت (آخری قسط)	مولانا قاری محمد یٰسین	21
فتوحات بخاریؒ سے فتوحات لدھیانویؒ تک	مولانا قاضی احسان احمد	25
فتنہ غامدیت اور فتنہ قادیانیت (قسط نمبر:2)	مولانا عبداللہ معتصم	28

شخصیات

حضرت مولانا سعید احمد بہاول نگریؒ ...... تعارف وتذکرہ	مولانا محمد قاسم رحمانی	34
حضرت مولانا بشیر احمد شاہ جمالیؒ	مولانا عبداللہ	36

ردقادیانیت

دو اہم فیصلے	خالد مسعود ایڈووکیٹ	39
ہے کوئی جواب؟	حبیب اشرف صبوحی	42
سیشن کورٹ کا تاریخی فیصلہ	محمد متین خالد	45

متفرقات

ایک اہم بات	محترمہ اسماء	49
مدرسہ عربیہ ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر	مولانا غلام رسول دین پوری	51
جماعتی سرگرمیاں	ادارہ	54

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کلمۃ الیوم

ماہنامہ لولاک کا ’’حکیم العصر نمبر‘‘

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ، شیخ الشیوخ، حکیم العصر، حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ شیخ الحدیث جامعہ اسلامیہ باب العلوم کہروڑپکا یکم رفروری ۲۰۱۵ء کو وصال فرمائے آخرت ہوئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون!

اتفاق بلکہ حسن اتفاق ہے کہ فقیر اس دن ملتان تھا۔ اطلاع ملتے ہی ہسپتال گئے۔ ہمارے پہنچتے پر حضرت مرحوم کو سٹریچر پر ہسپتال سے باہر لایا جارہا تھا۔ ایمبولینس میں رکھا گیا۔ مولانا حبیب الرحمن کلورکوٹی، مولانا زبیر احمد صدیقی اور فقیر راقم کے علاوہ اور بھی بہت سارے دوست تھے۔ فقیر کے دل میں بار بار یہ خیال موجزن ہوا کہ ان دوستوں سے عرض کروں کہ حضرت لدھیانویؒ کے جسد خاکی کو ایک بار دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لے چلیں۔ دس منٹ کے بعد کہروڑپکا کا سفر شروع ہو جائے۔ پھر معاً خیال آیا کہ پتہ نہیں یہ حضرات ایسا کر پائیں یا نہ۔ یا یہ کہ میری اس تجویز کی وجہ سے حضرت المرحوم کا آخری سفر لیٹ نہ ہو۔ خیالات کی اسی ادھیڑبن میں تھا کہ حضرت مولانا ظفر احمد صاحب قاسم مدظلہ جو اس وقت دفتر وفاق المدارس میں تھے۔ ان کا فون آ گیا کہ آپ لوگ حضرت کے جسد خاکی کو دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لے کر چلیں۔ ہم وہاں حاضر ہوتے ہیں۔ جنازہ، تکفین، تدفین کی تفصیلات پر ابتدائی مشاورت ہو جائے تو پھر کہروڑپکا چلیں گے۔

لیجئے! اللہ رب العزت نے ترس فرمایا۔ بن مانگے دل کی مراد پوری ہوگئی۔ فقیر کی حضرت کے جسد خاکی کے ساتھ ایمبولینس میں بیٹھنے کی ڈیوٹی لگ گئی۔ دفتر پہنچے۔ چند منٹوں بعد حضرت مولانا ظفر احمد قاسم مہتمم جامعہ خالد بن ولید وہاڑی، حضرت الحاج غلام محمد عباسی مہتمم جامعہ باب العلوم کہروڑپکا، حضرت مولانا قاری محمد حنیف جالندھری مرکزی ناظم اعلیٰ وفاق المدارس العربیہ پاکستان بھی یکے بعد دیگرے دفتر مرکزیہ تشریف لائے۔ مشاورت مکمل ہوئی اور حضرت مرحوم کے جسد خاکی کو لے کر کہروڑپکا کے لئے چلے۔ فقیر راقم برابر ایمبولینس پر حضرت مرحوم کے ہاتھ کے نیچے اپنا ہاتھ رکھے حاضر باش غلام کی طرح ڈیوٹی پر رہا۔ رات دس بجے تک کہروڑپکا رہا۔ پھر بہاولپور، لاہور کے مہمانوں کو لینے کے لئے جانا ہوا۔ فجر کی نماز پھر کہروڑ آ کر پڑھی۔ اس موقعہ پر جامعہ باب العلوم، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اور حضرت مرحوم کے گرامی قدر علمی ورثاء کے ساتھ مشاورت ہوئی۔

اس میں ہی فیصلہ کا اعلان کر دیا گیا کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ترجمان ماہنامہ لولاک ملتان کا حضرت ''حکیم العصر'' نمبر شائع کیا جائے گا۔

حضرت کی تدفین کے دو تین دن بعد رفقاء کو خطوط لکھے گئے۔ ان سے مضامین کے لئے عرض کی گئی۔ بعد میں مضامین کے جمع کرانے کے لئے آخری تاریخ ۲۰؍اپریل ۲۰۱۵ء مقرر کی گئی جس کا شعبان المبارک کے پرچہ میں اعادہ بھی کیا گیا۔ جونہی ۲۰؍اپریل کی تاریخ گزری ملتان دفتر مرکزیہ میں مولانا عبداللہ معتصم نے ای میل سے آنے والے مضامین کا پرنٹ لے کر ان کا پروف پڑھنا شروع کیا۔ طے یہ کیا کہ موجودہ حالات کو سامنے رکھ کر مکمل طور پر پابندی کی جائے کہ انتہاء پسندی، فرقہ واریت اور تشدد پر مشتمل کوئی مضمون اس بہتی گنگا میں گزرنے نہ پائے۔ اس میں ہم کس حد تک کامیاب ہوئے۔ یہ رائے آپ حضرات پڑھنے کے بعد قائم کریں گے۔ دوسرا فیصلہ کیا کہ مطبوعہ مضامین سے حتی الامکان احتراز برتا جائے۔ البتہ اخبارات وجرائد نے جو خراج تحسین پیش کیا۔ اسے شائع کرنا ایک مجبوری تھی کہ اس کے بغیر کوئی نمبر مکمل نہیں ہوتا۔ تیسرے یہ کہ تکرار کو حذف کیا جائے۔ اب آپ حضرات خود توجہ فرمائیں کہ ان اصولوں کو سامنے رکھ کر کوئی ایسا مضمون نہیں جو کانٹ چھانٹ کے مرحلہ سے نہ گزرے۔ ہم نے کانٹ چھانٹ کی اور کھلے دل اور بھرپور سخاوت کے ساتھ کی۔ لیکن اس کے باوجود ناممکن تھا کہ نمبر میں تکرار نہ ہو۔ اب بھی ہے۔ لیکن مقدار کم ضرور ہوگئی ہے اور معیار بھی کافی بلند ہوگیا ہے۔ یہ تو دعویٰ کرنے کی پوزیشن میں نہیں کہ حضرت حکیم العصرؒ کے شایان شان نمبر شائع کیا ہے۔ لیکن اتنا ضرور ہے کہ اپنے طور پر جو محنت کرنا ممکن تھی۔ اس میں کمی نہیں رہنے دی۔ جو مضامین قلمی مسودہ کی شکل میں ملے ان کو کمپوزنگ کے لئے برادر عدنان سنپال کے سپرد کیا۔ مضامین آتے رہے تو ساتھ کمپوز ہوتے رہے۔

ادھر مضامین کی وصولی کی تاریخ ۲۰؍اپریل کو ختم ہوئی۔ ادھر فقیر کا جماعتی سفر کراچی کا ہوا۔ حضرت مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ صاحب، مولانا قاضی احسان احمد صاحب اور دوسرے حضرات سے طے پایا کہ ہمارے پرانے دوست اور کرم فرما، کمپیوٹر کی دنیا میں کتاب کی سیٹنگ کے نامور ماہر جناب عامر صدیقی صاحب سے حضرت مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ صاحب بات کر لیں گے۔ یہ کہ فقیر ۹؍مئی کو کراچی حاضر ہوگا۔ ملتان سے تمام کمپوز شدہ میٹر ای میل سے منگوا کر ملتان کراچی میں جمع شدہ مسودہ کی حتمی ترتیب کے کام کا اللہ رب العزت کا نام لے کر آغاز کر دیں گے۔ السعی منّا والاتمام من اللہ تعالیٰ!

چنانچہ ۹؍مئی سے حضرت مولانا اعجاز مصطفیٰ، مولانا محمد شفیق، برادر عامر صدیقی، برادر سید انوار الحسن نے اللہ تعالیٰ کی رحمت کے سہارے کام کا آغاز کر دیا۔ قارئین الحمدللہ! ثم الحمدللہ! رات گئے تک یہ حضرات کام کرتے تھے۔ دو اڑھائی رات کے بج جاتے۔ بعض رفقاء نے اٹھارہ اٹھارہ گھنٹے بھی کام

کیا۔ یہ سب اللہ رب العزت کا کرم اور حضرت حکیم العصر مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ کی کرامت ہے کہ مہینوں کا کام دنوں میں ہونے کا نظارہ کیا۔ ادھر آخری وقت تک برابر مضامین کے آنے اور مضمون نگار حضرات کے حکم واصرار، تکرار درتکرار کے باعث تبدیلیاں بھی ہوتی رہیں۔ حک واضافہ کے مراحل سے گزرتے رہے۔ مولانا حافظ محمد انس صاحب نے مضامین کی کمپوزنگ، پروف ریڈنگ گویا مضامین کے حصول سے ترسیل تک کا کام اپنے ذمہ لے لیا۔ اب قافلہ چلا اور سرپٹ چلا۔ ٹھیک دس دن بعد حضرت مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ صاحب نے فقیر کو فارغ کر دیا کہ آپ چناب نگر کورس کے لئے جائیں، ہم اس نمبر کو پایہ تکمیل تک پہنچالیں گے۔

اللہ رب العزت جس ادارہ کو ایسے جانفشانی کا جذبہ رکھنے والے دوست دے دیں۔ ان کو اللہ رب العزت کا یہ عطیہ سمجھنا چاہئے۔ فقیر کو کراچی چھوڑے آج ۲۰؍مئی کو تیسرا روز ہے۔ مولانا اعجاز مصطفیٰ صاحب کا فون آیا ہے کہ دو تین دنوں تک نمبر بھجوانے کے قابل ہو جائیں گے۔ یہ خبر نہیں، خوشخبری ہے اور بہت بڑی خوشخبری کہ ساڑھے تین چار ماہ کی معمولی کوشش وکاوش سے ایک ہزار صفحہ پر مشتمل ’’حکیم العصر نمبر‘‘ پریس جانے کے لئے گویا تیار ہے۔

قارئین! انشاء اللہ! لولاک کی جو معمول کی اشاعت ہے۔ وہ جاری رہے گی۔ اس میں بالکل تعطل نہ ہوگا۔ ہرچند کہ یہ لولاک ہی کا نمبر ہے۔ لیکن اشاعت خاص ہے۔ اس کا معمول کی اشاعتوں سے کوئی تعلق نہیں۔ دیدہ زیب، بھرپور معلومات کا خزانہ جو ہر لائبریری کی ضرورت اور ہر صاحب ذوق کی تسکین کا باعث ہوگا۔ ایک ہزار صفحات پر مشتمل یہ نمبر ہوگا۔ ابھی سے تمام رفقاء حاصل کرنے اور اپنا نمبر مخصوص کرانے کی تیاری کریں۔ ورنہ کہیں دوسری اشاعت کا انتظار نہ کرنا پڑ جائے۔ امید ہے کہ شعبان کے آخر یا رمضان المبارک کے اوائل میں یہ نمبر انشاء اللہ العزیز! شائع ہو جائے گا۔

ضروری اعلان

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اپنے امیر مرکزیہ حضرت حکیم العصر مولانا عبدالمجید لدھیانوی مرحوم کی سوانح پر مشتمل یادگار نمبر ماہنامہ ’’لولاک‘‘ ملتان کی اشاعت خاص ’’حکیم العصر نمبر‘‘ کے بعد بہت جلد انشاء اللہ العزیز! حضرت مرحوم کی سوانح حیات پر مشتمل ایک تاریخی ثقہ اور معلوماتی کتاب بھی شائع کرنے کی سعادت کرے گی۔ قارئین اس کے لئے ابھی سے اپنے مشورہ اور رائے گرامی سے سرفراز فرمائیں۔ امید ہے کہ اس اعلان کا خیر مقدم کیا جائے گا۔ (ادارہ)

حضرت علیؓ شخصیت و کردار کے آئینے میں

مولوی محمد شاہد مبارک پوری

علی مجسم علم و عرفاں وجود فقر و غنی علی ہے — علی بہادر علی سخی ہے برادر مصطفیٰ (ﷺ) علی ہے
نبیؐ نے کی تربیت علی کی پھر اسے لخت جگر عطا کی — علی ہے نور نظر ہمارا ہمارے دل کی ضیاء علی ہے
وہ جھکنے والا بکنے والا کوئی اور ہی ہوگا علی تمہارا — ہمارا علی وہ علی ہے جو شیر خدا علی ہے

قارئین کرام! داماد پیغمبر ﷺ، مشیر ابوبکرؓ، خسر عمرؓ، ہم زلف عثمانؓ خلیفہ چہارم سیدنا حضرت علیؓ کی شخصیت تھی تو غیر متنازع فیہ مگر شومئی قسمت سے متنازع فیہ بنا دیا گیا۔ ایک فریق نے ان کے کردار کو اس طرح شائع کیا کہ وہ بے بس نظر آنے لگے۔ دوسرے فریق نے اس طرح شائع کیا۔ وہ مافوق البشر نظر آنے لگے۔ آیئے ذرا عصبیت کا پردہ ہٹا کر اعتدال کی نظر سے دیکھتے ہیں۔

قارئین! شخصیت و کردار کو اگر تحقیق کی نظر سے دیکھا جائے تو شخصیت کی تکمیل کردار کی عظمت پر موقوف نظر آتی ہے۔ تاریخ عالم کے بہت سے مایہ ناز افراد ایسے ہیں جن کی شخصیت اور کردار سے قیامت تک آنے والی نسلیں رہنمائی حاصل کرتی رہیں گی۔ انہیں مایہ ناز شخصیات میں حضرت علیؓ شیر خدا کا نام بھی پیش پیش ہے۔

جنہوں نے فرش پر اللہ تعالیٰ کی راہ میں چار طریقوں سے چار درہم خرچ کئے تو عرش سے آیت آ گئی: ''الذین ینفقون اموالھم باللیل والنھار سرا وعلانیۃ فلھم اجرھم عند ربھم '' کہ ایسے چار طریقوں پر خرچ کرنے والے کے لئے ان کے رب کے ہاں بڑا اجر ہے۔ جن کی ثابت قدمی کے لئے اللہ کے نبی ﷺ نے یہ دعا فرمائی: ''اللھم اھد قلبہ وثبت لسانہ (سنن ابن ماجہ ج ۲ ص ۷۸۴) '' کہ یا اللہ ان کے دل کو ہدایت یافتہ بنا۔ ان کی زبان کو مضبوط رکھ۔ جن کی کفالت خود خاتم الانبیاء ﷺ نے فرمائی ہے: ''فاخذ رسول اللہ ﷺ فضمہ (البدایۃ والنھایۃ ج ۳ ص ۳۴) '' کہ خود رسول اللہ نے آپ کفالت فرمائی۔ جن کی اخوت کو نبی کریم ﷺ نے یوں سراہا ہے: ''انت اخی فی الدنیا والاخرۃ (سنن ترمذی) '' کہ دنیا آخرت میں تو میرا بھائی ہے۔ جن کے قرب کو اس طرح ذکر فرمایا ہے: ''انت منی وانا منک (بخاری) '' تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں۔ جن کے تعلق مع القرآن کو رحمت عالم ﷺ نے یوں ذکر فرمایا ہے: ''علی مع القرآن والقرآن مع علی لا یفترقان حتی یردا علی الحوض (المعجم الاوسط) '' کہ قرآن علی کے ساتھ ہے اور علی قرآن کے ساتھ ہے۔ یہ دونوں جدا نہیں ہوں گے یہاں تک کہ حوض پر آ جائیں گے۔ جن کی اذیت کو لسان نبوت نے اپنی اذیت قرار دیا ہے: ''من اذی علیا فقد آذنی '' (مصنف ابن ابی شیبہ) کہ جس نے میرے علی کو تکلیف پہنچائی اس نے مجھے ہی پہنچائی۔ جن کی علمی مسند کو سرور کائنات ﷺ نے اس طرح تمغہ دیا ہے: ''انا مدینۃ العلم وعلی بابھا من اردہ العلم فلیات بابہ (المعجم الکبیر للطبرانی) '' کہ میں علم کا شہر ہوں اور علیؓ

دروازہ ہے۔جس کو علم کی طلب ہو وہ دروازے سے آئے۔

خالی ہے تیرا دل ادب و شرم و حیا سے
ناداں تجھے کیوں بغض ہے ارباب وفا سے

قارئین کرام! ان فضائل پر آپ کی شخصیت بند نہیں بلکہ اسلام کی بقا اور سربلندی کے لئے، جوانہوں نے دور نبوت میں تابناک روشن کردار ادا کیا ہے۔اس کے لئے مضمون کا طرز انداز اجازت نہیں دیتا۔صرف چند باتوں کا اختصاراً تذکرہ کر کے بات پوری کرتے ہیں۔

ہجرت کی رات کی بہادری، غزوہ بدر کی شجاعت، یوم احد کی دلیری، صلح حدیبیہ کے انداز محبت کے ساتھ ساتھ غزوہ خیبر کا واقعہ ان کی شخصیت کو چار چاند لگاتا ہے کہ جب غزوہ خیبر میں مرحب جیسے طاقت میں نشے میں مدہوش کافر نے جب یوں للکارا: ’’قد علمت خیبرانی مرحب شاکی السلاح بطل مجرب (صحیح مسلم)‘‘ کہ خیبر کا میدان اور اہل خیبر جانتے ہیں کہ میں مرحب ہتھیار سے مسلح بہادر اور تجربہ کار ہوں۔تو حضرت علیؓ نے اس کو جواب دیتے ہوئے بہادری کا ایسا کارنامہ سرانجام دیا کہ آج تک دنیا کے پاپی بہادر دانتوں میں انگلی دبائے ہوئے ہیں۔شیر خدا نے للکارا: ’’انا الذی سمتنی امی حیدرہ کلیث غابات کریہ المنظرہ اوفیہم با لصاع کیل السندرہ (صحیح مسلم)‘‘ کہ میری ماں نے میرا نام حیدر رکھا ہے۔میں دشمن پر جنگل کے شیر کی طرح حملہ کرتا ہوں۔میں تمہارے خون کے پیالے بھر دوں گا۔بہر چند عہد صدیقی و فاروقی و عثمانی ان کا اعتماد اور جانثاری باہر بیان ہے۔اس کے ساتھ ساتھ جب ہم عہد علوی پر نظر ڈالتے ہیں تو عقل دنگ رہ جاتی ہے کہ خلافت کے مسئلہ میں آپ کی حد احتیاط اس جملہ سے ظاہر ہے: ’’دعونی والتمسوا غیری (تاریخ طبری)‘‘ کہ مجھے چھوڑ کر اور کو تلاش کرلو۔دم عثمان کے مسئلہ میں آپ کی غمخواری کو یہ جملہ ظاہر کرتا ہے: ’’اللہم انی ابرء الیک من دم عثمانؓ (التمہید والبیان فی مقتل الشہید)‘‘ کہ یا اللہ میں خون عثمانؓ میں بے قصور ہوں۔واقعہ جمل میں آپ کے حد افسوس کو یہ جملہ ظاہر کرتا ہے: ’’یا حسن لیت اباک مات منذ عشرین سنۃ (تاریخ الاسلام التوقیفیہ)‘‘ کہ اے حسن کاش کہ تیرا ابا آج سے بیس سال پہلے مر چکا ہوتا اور واقعہ صفین میں حدیث کے اس جملہ ’’اولہم بالحق‘‘ یعنی دو فریقوں میں سے حق کے زیادہ قریب فریق کا مصداق روشن بن گئے۔الغرض ۸ یا ۹ یا ۱۰ سال کی عمر میں اسلام لانے والے ابو طالب اور فاطمہؓ بنت اسد کے بیٹے ابوالحسن اور ابو التراب کی کنیت سے موصوف ۵۸۶ حدیثوں کے راوی مشہور با لجملہ ۶۳ یا ۶۴ یا ۶۵ یا ۶۷ یا ۶۹ سال کی عمر پانے والے جناب سیدنا حضرت علی المرتضیٰ عبدالرحمان بن ملجم المرادی خارجی کے لعنتی ہاتھوں سے ۱۷ رمضان ۴۰ھ دارالامارہ کوفہ میں جمعہ کے روز زخمی ہوئے اور ۴ سال ۹ ماہ مدت خلافت پوری کرتے ہوئے اتوار کی رات کو شہادت نوش فرما گئے۔انا للہ وانا الیہ راجعون!

حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما اور حضرت عبداللہ بن جعفرؓ نے غسل دیا اور امام حسنؓ نے نماز جنازہ پڑھائی اور رات کو کوفہ میں دفن کر دیئے گئے۔جبکہ آپ کے قاتل کے اعضاء کاٹ کر آگ میں جلا دیا گیا۔(تاریخ الخلفاء للسیوطی)

اصحاب بدرؓ کا اجمالی تعارف

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

سرور دو عالم ﷺ مکہ مکرمہ سے مدینہ طیبہ ہجرت کر کے تشریف لائے تو مشرکین مکہ نے مدینہ طیبہ میں بھی آپ کو معاف نہ کیا۔ سن ۲ھ میں بدر کے مقام پر کفر و اسلام کے درمیان پہلا معرکہ بپا ہوا۔ جسے قرآن پاک ''یوم الفرقان'' سے تعبیر کرتا ہے۔ اس غزوہ میں مشرکین مکہ کی طرف سے ایک ہزار سے زائد افراد شریک ہوئے۔ ان میں اکثر کے پاس اسلحہ تھا۔ سواریاں تھیں۔ جب کہ صحابہ کرامؓ کی تعداد تین سو تیرہ تھی۔ اکثر کے پاس نہ تو اسلحہ تھا اور نہ ہی سواریاں۔ اس غزوہ میں سرور دو عالم ﷺ بنفس نفیس خود قیادت فرما رہے تھے۔ سرور دو عالم ﷺ کے الحاح وزاری اور دعاؤں کی برکت سے اللہ پاک نے اہل اسلام کو کامیابی وکامرانی سے ہمکنار فرمایا۔ مشرکین مکہ کے ستر سردار بشمول ابوجہل مارے گئے اور ستر گرفتار ہوئے۔ جبکہ اہل اسلام میں سے چودہ صحابہ کرامؓ نے جام شہادت نوش فرمایا۔ جن صحابہ کرامؓ اور ملائکہ عظام نے اس غزوہ میں شرکت کی۔ احادیث کی کتابوں میں ان کے بہت فضائل ومناقب ذکر کیے گئے ہیں۔

جیسا کہ رافع بن خدیجؓ سے روایت ہے: ''جاء جبریل اوملک الی النبی ﷺ فقال ما تعدون من شهد بدرًا فيكم قالو خيارنا قال كذالك هم عندنا خيار الملائكه (سنن ابن ماجه ص ۱۶۰) '' حضرت جبرائیل علیہ السلام یا کوئی اور فرشتہ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور سوال کیا کہ آپ اہل بدر کو کس نظر سے دیکھتے ہیں۔ فرمایا وہ ہم میں عمدہ لوگ ہیں۔ فرمایا اسی طرح وہ فرشتے جو غزوہ بدر میں آئے وہ ہم میں عمدہ سمجھے جائیں۔

علامہ محمد ہاشم ٹھٹھویؒ نے ''النور المبین فی جمع اسماء البدریین'' کے نام سے کتاب مرتب فرمائی۔ جس میں شرکاء بدر کے اسماء گرامی جمع فرمائے۔ حضرت مولانا مفتی محمد ادریس مدظلہ کنڈیارو نے اپنے بھائی مولانا سلیم اللہ کو حکم فرمایا کہ بدریینؓ صحابہ کرامؓ کے مختصر حالات بھی تحریر فرمائیں۔ تاکہ قارئین کو ان کی عظمت سے متعلق معلومات ہوسکیں۔ چنانچہ موصوف نے محنت فرما کر حضرات شرکاء بدر کے مختصر حالات جمع فرمادیے۔ مولانا سلیم اللہ ابن مولانا عبدالغفور سندھی نے تحقیق وتخریج فرمائی۔ ۱۸؍جنوری ۲۰۱۵ء کو کنڈیارو سندھ حضرت مولانا مفتی محمد ادریس مدظلہ کی عیادت وزیارت کے لئے حاضری ہوئی۔ موصوف نے مذکورہ بالا کتاب عنایت فرمائی جو کہ عربی میں ہے۔ اصحاب بدر کے حالات مذکورہ بالا کتاب سے پیش خدمت ہیں۔ اصحاب بدر کا تذکرہ حروف تہجی کے اعتبار سے کیا جارہا ہے۔

۱...... حضرت ابی بن ثابت بن المنذر الخزرجی الانصاری

یہ حضرت حسان بن ثابت اور اوس بن ثابت کے بھائی ہیں۔ غزوہ بدر واحد میں شریک ہوئے اور بئر معونہ جو ہجرت سے ۳۶ ماہ بعد واقع ہوا، میں شامل ہوئے اور غزوہ احد میں شہید ہوئے۔ (اسد الغابہ ج۱ ص۵۷، الاصابہ ج۱ ص۱۹)

۲...... حضرت ابی بن کعب ابن قیس الخزرجی

بنونجار کے قبیلہ سے تعلق تھا۔ ابوالمنذر الانصاری کنیت رکھتے تھے۔ قبل از اسلام یہود کے بڑے علماء میں شمار تھا۔ اس زمانہ میں اگرچہ زیادہ لکھنے پڑھنے کا رواج نہ تھا۔ بایں ہمہ لکھنا پڑھنا جانتے تھے۔ جب اسلام قبول کیا تو سرور دو عالم ﷺ نے انہیں کاتب وحی مقرر فرمایا۔ غزوہ بدر سمیت تمام غزوات میں سرور دو عالم ﷺ کے شانہ بشانہ رہے۔ مواخات کے موقع پر آپ ﷺ نے انہیں سعد بن زیدؓ کا بھائی قرار دیا۔ حضرت عثمان غنیؓ نے ان کی سرکردگی میں قرآن پاک جمع کرنے کا محکمہ قائم کیا۔ ان سے ۱۶۴ احادیث نبویہ مروی ہیں۔ حضور ﷺ نے ان کے متعلق فرمایا: ''اقرؤ امتی ابی بن کعب ''میری امت میں قرآن پاک کے بڑے قاری ابی بن کعب ہیں۔ آپؓ دبلے پتلے اور کمزور تھے۔ سر اور داڑھی مبارک کے بال سفید ہوگئے تھے۔ ۲۱ھ میں مدینہ طیبہ میں وفات پائی۔

(سیرت ابن ہشام ج۲ص ۳۶۱، طبقات ابن سعد ج۳ص ۴۹۸)

۳...... الارقم بن ابی الارقم عبدمناف بن اسد القریشی المخزومی

آپ کی کنیت ابوعبداللہ تھی۔ سب سے پہلے اسلام قبول کرنے والوں میں سے تھے۔ (السابقون الاولون) آپ سے پہلے صرف چھ حضرات نے اسلام قبول کیا تھا۔ آپ صفا پہاڑی کے قریب ''دارالاسلام'' میں رہائش پذیر تھے۔ جس میں رسول اللہ ﷺ لوگوں کو اسلام قبول کرنے کی دعوت دیتے تھے۔ غزوہ بدر سمیت تمام غزوات میں سرور دو عالم ﷺ کے شانہ بشانہ رہے۔ ۵۵ھ میں مدینہ طیبہ میں رحلت فرمائی۔

(سیرت ابن ہشام ج۲ص ۳۳، طبقات ابن سعد ج۳ص ۲۴۲)

۴...... اسعد بن یزید ابن الفاکہ الخزرجی

بعض حضرات نے فرمایا کہ ان کا نام سعد بن یزید ہے۔ کلبی اور موسیٰ بن عقبہ نے فرمایا کہ وہ غزوہ بدر میں شریک ہوئے۔ لیکن ابن اسحاق نے انہیں شرکاء بدر میں شامل نہیں دکھلایا۔ ابونعیم فرماتے ہیں وہ اسعد بن یزید ہیں۔ بعض نے کہا اسعد بن زید، ابن شہاب فرماتے ہیں کہ انصار میں سے جو لوگ غزوہ بدر میں شامل ہوئے ان میں حضرت موصوف بھی تھے۔

(سیرت ابن ہشام ج۲ص ۳۲۷، طبقات بن سعد ج۳ص ۵۹۴)

۵...... اسیرۃ بن عمرو بن قیس الخزرجیؓ

اسیرہ ہمزہ کی پیش کے ساتھ۔ بعض حضرات فرماتے ہیں ان کا نام اسیر تھا۔ انصار کے قبیلہ عدی بن نجار سے تعلق تھا۔ ان کے فرزندار جمند حضرت عبداللہ نے ان سے رسول اللہ ﷺ کی حدیث ''ان النبی ﷺ نہیٰ عن اکل لحوم الحمر الاھلیۃ والقدور تفور بھا فاکفاناھا ''رسول اللہ ﷺ نے غزوہ خیبر کے موقع پر گھریلو گدھوں کی حرمت کا اس وقت اعلان فرمایا جب ہماری ہنڈیاں جوش میں تھیں اور ہم نے انہیں الٹا دیا۔

(سیرت ابن ہشام ج۲ص ۳۲۱، طبقات ابن سعد ج۳ص ۵۱۲)

۶......ابوالاعور ابن الحارث بن ظالم الخزرجی

آپ کا اسم گرامی کعب ہے اور والدہ محترمہ کا نام نیار بنت الیاس۔ صرف غزوہ بدر میں شامل ہوئے۔
(سیرت بن ہشام ج۲ ص۳۶۲، طبقات بن سعد ج۳ ص۵۱۲)

۷......انس بن معاذ بن انس الخزرجی الانصاری

واقدی فرماتے ہیں۔ رحمت عالم ﷺ کے ساتھ تمام غزوات میں شامل ہوئے۔ حضرت عثمان غنیؓ کے دور خلافت میں انتقال فرمایا۔ بعض حضرات فرماتے ہیں۔ آپ کا نام ’’انیـــــس‘‘ تھا اور والدہ محترمہ کی کنیت ام اناس تھی۔
(سیرت بن ہشام ج۲ ص۳۶۱، طبقات بن ج۳ ص۵۰۲)

۸......انسۃ الحبشی مولیٰ رسول اللہ ﷺ

آپ کی کنیت ’’ابو مسروح‘‘ یا ’’ابو مسرح‘‘ حضور ﷺ کے غلام تھے۔ آپ کے ساتھ غزوہ بدر میں شریک ہوئے اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ غزوہ بدر میں شریک ہوئے۔ واقدی کہتے ہیں کہ احد میں بھی شریک ہوئے اور حضرت صدیق اکبرؓ کے دور خلافت میں وفات پائی۔
(سیرت ابن ہشام ج۲ ص۳۳۳، طبقات ابن سعد ج۳ ص۴۸)

۹......انیس بن قتادۃ بن ربیعہ الاوسی الانصاری

بعض حضرات نے فرمایا کہ ان کا نام بھی انس تھا۔ یہ خنسا بنت خذام الاسدیہ کے شوہر نامدار تھے۔ غزوۂ بدر میں شریک ہوئے اور غزوہ احد میں شہادت پائی۔ انہیں ابوالحکم بن الاخنس نے شہید کیا۔
(السیرۃ النبویہ ج۲ ص۳۳۵، طبقات ابن سعد ج۳ ص۳۶۴)

۱۰......اوس بن ثابت المنذر الخزرجی

حضرت حسان بن ثابت شاعر نبوت کے بھائی تھے۔ ستر انصار جو بیعت عقبہ میں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ان میں حضرت اوس بن ثابت بھی شامل تھے۔ غزوہ بدر سمیت تمام غزوات میں شامل رہے۔ حضرت عثمان غنیؓ کے دور خلافت میں مدینہ طیبہ میں انتقال فرمایا۔ (سیرت ابن ہشام ج۲ ص۳۶۰، الاستیعاب ج۱ ص۱۱۷)

۱۱......اوس بن خولی بن عبداللہ الخزرجی

آپ کی والدہ محترمہ کا نام جمیلہ بنت ابن ابی مالک تھا۔ اوس ابن خولی جاہلیت کے زمانہ میں بھی کامل انسان تھے اور عربی میں لکھنا پڑھنا جانتے تھے اور تیر و تفنگ میں مہارت رکھتے تھے۔ رحمت عالم ﷺ نے آپ اور شجاع بن وہب الاسدیؓ میں مواخات قائم کی۔ آپ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تمام غزوات میں شامل رہے۔ سرور دو عالم ﷺ کے آخری غسل میں انصار کی نمائندگی کی اور تجہیز و تکفین میں اہل بیت رسول اور دیگر حضرات کے ساتھ شامل رہے۔ آپ کی رحلت حضرت عثمان غنیؓ کے دور خلافت میں مدینہ طیبہ میں ہوئی۔ (الاستیعاب ج۱ ص۱۱۷، اسد الغابہ ج۱ ص۲۱۷)

۱۲......اوس ابن صامت بن قیس الخزرجی

آپ حضرت عبادہ بن صامت کے بھائی ہیں۔ آپ کی والدہ محترمہ کا نام قرۃ العین بنت عبادہ تھا۔ سرور کائنات ﷺ نے آپ اور حضرت مرشد بن مرشد الغنوی میں مواخات قائم کی۔ آپ اپنے بھائی عبادۃ ابن صامت کے ساتھ غزوہ بدر میں شریک ہوئے۔ نیز غزوہ احد وخندق سمیت تمام غزوات میں حضور ﷺ کے ساتھ رہے۔ آپ ہی نے اپنی اہلیہ محترمہ خولہ بنت ثعلبہ سے اظہار کیا۔ (تیری پیٹھ میری ماں کی پیٹھ کی طرح حرام ہے) اور ''قد سمع اللہ قول التی تجادلک فی زوجھا '' میں آپ ہی کا تذکرہ ہے۔ جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضور ﷺ نے خولہ سے فرمایا اپنے شوہر سے کہہ کہ وہ غلام آزاد کرے تو خولہ نے کہا کہ اس کے پاس غلام آزاد کرنے کی استطاعت نہیں۔ فرمایا اسے کہو کہ دو ماہ مسلسل روزے رکھے۔ عرض کیا اس کی طاقت نہیں رکھتا۔ فرمایا۔ اسے کہو کہ ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے۔ عرض کیا اس کے پاس کہاں سے آیا۔ فرمایا اسے کہو کہ ''ام المنذر بنت قیس '' سے نصف وسق کھجور لے کر ساٹھ مسکینوں پر صدقہ کرے۔ حضرت اوس نے بیت المقدس میں رہائش اختیار کر لی اور فلسطین کے علاقہ میں ۳۲ھ میں وفات ہوئی۔ (سیرت ابن ہشام ج۲ص۳۵۱)

۱۳......ایاس بن البکیر بن عبد یالیل اللیثی الکنانی حلیف قریش

غزوہ بدر سمیت تمام غزوات میں شرکت کی۔ سابقون الاولون میں سے تھے۔ دار ارقم میں اسلام قبول کیا۔ نیز آپ مہاجرین اولین میں سے تھے۔ اپنے بھائیوں سمیت غزوہ بدر میں شرکت کی۔ جن کا نام عاقل، امر، خالد تھا۔ ۳۴ھ میں وفات پائی۔ (الاستیعاب ج۱ص۱۲۴، اسد الغابہ ج۱ص۲۳۱) (جاری ہے)

حضور ﷺ کا دعا سکھلانا

امام مسلم، الصحیح المسلم میں فرماتے ہیں۔ حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے روایت ہے۔ فرمایا رسول اللہ ﷺ جیسے ہمیں قرآن پاک کی سورتیں سکھلاتے تھے ایسے ہی یہ دعا بھی سکھلاتے۔ ''اللھم اعوذبک من عذاب جھنم واعوذبک من عذاب القبر واعوذبک من فتنۃ المسیح الدجال واعوذبک من فتنۃ المحیا والممات (صحیح مسلم ج۵ ص۸۸، بحوالہ التصریح بماتواتر فی نزول المسیح ص۸) ''

اے اللہ میں تجھ سے عذاب جہنم سے پناہ مانگتا ہوں اور میں تجھ سے عذاب قبر سے پناہ مانگتا ہوں اور تجھ سے مسیح دجال کے فتنہ سے پناہ مانگتا ہوں اور میں تجھ سے زندگی اور موت کے فتنہ سے پناہ مانگتا ہوں۔

امام مسلم فرماتے ہیں کہ مجھے یہ بات بھی پہنچی کہ طاؤس جو حضرت عبداللہ ابن عباسؓ کے شاگرد رشید اور اس حدیث کے راوی ہیں تو انہوں نے اپنے فرزند ارجمند سے فرمایا کہ تو نے یہ دعا پڑھی۔ عرض کیا نہیں۔ فرمایا: ''اعد صلاتک '' اپنی نماز کو لوٹا گویا وہ ان چار دعاؤں کو نماز کے تشہد میں پڑھنا واجب سمجھتے تھے۔ وہ حضور ﷺ کی اہتمام کے ساتھ سے سمجھے۔ نیز امام مسلم نے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہؓ سے بھی اس قسم کی روایت نقل کی ہے کہ آپ نماز میں یہ دعا پڑھا کرتے تھے۔

ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ نسب کے لحاظ سے دیگر ازواج مطہرات میں سے رحمت عالم ﷺ کے سب سے زیادہ قریب ہیں۔ چنانچہ آپ کا سلسلہ نسب اس طرح ہے:

سیدہ خدیجہ بنت خویلد ابن اسد ابن عبدالعزیٰ بن قصی ابن کلاب ابن مرہ بن کعب بن سلویٰ بن غالب ابن فہر ابن مالک ابن النضر ابن کنانہ۔ والدہ کی طرف سے فاطمہ بنت زائدہ بنت جندب، بن حجر، ابن حصیص ابن عامر بن لوئی۔ آپ کی والدہ محترمہ لوئی ابن غالب کے دوسرے بیٹے عامر کی اولاد تھیں۔ آپ کے والد محترم اپنے قبیلے میں اعلیٰ حیثیت کے مالک تھے۔ ہر شخص انہیں عزت واحترام سے دیکھتا تھا۔ مکہ میں اقامت اختیار کی۔ عبداللہ بن قصی کے حلیف بنے۔ تھوڑے عرصہ بعد فاطمہ بنت زائدہ سے شادی کی۔ جن کے بطن سے حضرت خدیجۃ الکبریٰ ﷺ پیدا ہوئیں۔ جنہیں اسلام کی خاتون اول ہونے کا شرف نصیب ہوا۔ حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ نہایت پاک دامن خاتون تھیں۔ اس لئے طاہرہ کے لقب سے یاد کی جاتی تھیں۔ آپ کے دو نکاح ہوئے۔ پہلا نکاح ابوہالہ بن نباش تمیمی سے ہوا۔ جن سے ہند اور ہالہ دو اولادیں ہوئیں۔ دوسرا نکاح عتیق ابن عابد المخزومی سے ہوا۔ جن سے ایک بیٹی ہند پیدا ہوئیں۔

رحمت عالم ﷺ سے نکاح

رحمت عالم ﷺ اپنے عمدہ اخلاق، بہترین عادات واطوار کی وجہ سے ’’الصادق الامین‘‘ کے لقب سے مشہور تھے۔ حضرت خدیجہؓ کا آبائی پیشہ تجارت تھا۔ آپ کے والد محترم حرب الفجار نامی لڑائی میں قتل ہوئے۔ نیز آپ کے یکے بعد دیگرے دو نکاح ہوئے۔ لیکن دونوں کا انتقال ہوگیا تو آپ کا پیشہ تجارت متاثر ہوا۔ آپ مختلف لوگوں کو تجارت کا نگران بنا کر بھیجتیں اور یوں اپنا تجارتی ذوق برقرار رکھا۔ سرور دو عالم ﷺ کی نیک نامی اور شہرت سے متاثر ہوکر آپ نے اپنے تجارتی قافلہ لے جانے کی پیشکش کی اور طے کیا کہ جو معاوضہ میں دوسرے حضرات کو دیا کرتی ہوں۔ اس سے دگنا آپ کو دوں گی۔ چنانچہ سرور دو عالم ﷺ نے اپنے چچا جناب ابوطالب سے مشاورت کے بعد قبول فرمالیا۔ آپ ﷺ حضرت خدیجہؓ کے غلام میسرہ کی معیت میں شام تشریف لے گئے اور کامیاب تجارت کے ساتھ واپس لوٹے۔ حضرت خدیجہؓ نے میسرہ سے حالات معلوم کئے اور بچشم خود بھی ملاحظہ فرمایا کہ جب گرمی میں سرور دو عالم ﷺ چلتے تو آپ کے سر پر بادل سایہ کرتے ہوئے نظر آتے۔ آپ نے تمام حالات اپنے چچازاد بھائی ورقہ بن نوفل کو بیان کئے جو جہالت کے زمانہ عیسائی ہوگئے تھے اور قدیم کتب کے عالم تھے۔ اس پر ورقہ نے کہا: ’’اے خدیجہ اگر یہ حالات وواقعات صحیح ہیں تو پھر یقیناً محمد (ﷺ) اس امت کے نبی ہیں اور میں خوب جانتا ہوں کہ اس امت میں ایک نبی آنے والا ہے جن کا ہمیں انتظار ہے اور ان کا زمانہ قریب آ گیا ہے۔‘‘ (عیون الاثر جلد اول ص۱۲۰)

چنانچہ ان حالات کو دیکھ اور سن کر آپ کو شوق ہوا کہ رحمت عالم ﷺ سے نکاح کیا جائے۔ سیدہؓ نے آپ ﷺ کو نکاح کا پیغام بھجوایا۔ جسے آپ ﷺ نے اپنے چچا ابوطالب کے مشورہ سے قبول فرمالیا۔ جبکہ انہیں مکہ کے بڑے بڑے لوگوں نے نکاح کے پیغام بھجوائے اور آپ نے مسترد کر دیئے۔ کیونکہ قدرت کو یہ منظور تھا کہ آپ نے امت مسلمہ کی خاتون اوّل اور ام المومنین ہونے کا شرف حاصل کرنا ہے۔ وقت مقررہ پر جناب ابوطالب عمائدین قریش کے ساتھ حضرت خدیجہؓ کے گھر تشریف لے گئے اور جناب ابوطالب نے نکاح کا خطبہ پڑھا اور ۵۰۰ درہم حق المہر مقرر ہوا۔ مشہور روایات کے مطابق سرور دو عالم ﷺ کی عمر مبارک ۲۵ سال تھی۔ جبکہ حضرت خدیجہؓ ۴۰ سال کی تھیں۔ جناب ابوطالب نے نکاح کا خطبہ پڑھتے ہوئے فرمایا:

”اما بعد فان محمداً مما لا یوزن به فتیً من قریش الا رجع به شرفاً ونبلاً وفضلاً وعقلاً وان کان فی المال قل فانه ظل زائل وعاریة مسترجعة وله فی خدیجة بنت خویلد رغبة ولها فیه مثل ذالک (روض الانف ج ۱ ص ۱۲۲) ”اما بعد! محمد ﷺ وہ ہیں کہ قریش کا کوئی نوجوان بھی شرف ورفعت اور عقل وفضیلت میں آپ کے ساتھ تولا جائے تو آپ ہی بھاری رہیں گے۔ اگرچہ آپ مال کے لحاظ سے کم ہیں۔ لیکن مال ایک زائل ہونے والا سایہ ہے اور ایک عاریت ہے جو واپس کی جانے والی ہے۔ یہ خدیجہ بنت خویلد کے ساتھ نکاح کی طرف مائل ہیں اور اسی طرح خدیجہ آپ کی طرف مائل ہے۔ ان کلمات سے پہلے جناب ابوطالب نے جو کلمات کہے وہ پڑھنے کے قابل ہیں۔ انہوں نے خطبہ نکاح میں فرمایا: ”سب تعریف اللہ تعالیٰ کے لئے ہے۔ جس نے ہمیں سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی ذریت اور سیدنا اسماعیل علیہ السلام کی نسل فہر کے اصل اور معتر کے عنصر سے پیدا فرمایا اور ہمارے لئے ایسا گھر مقرر کیا جس کا قصد کر کے لوگ دور دور سے آتے ہیں اور اس کی چار دیواری کو امن والا بنایا اور ہمیں اپنے گھر کا امین اور محافظ مقرر کیا۔ پھر ہمیں اور لوگوں پر حاکم بنایا۔“

جناب ابوطالب کے خطبہ کے بعد ورقہ بن نوفل جو حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ کے چچا زاد بھائی تھے بحیثیت ولی کے کچھ کلمات کہے...... جب ورقہ بات کر کے فارغ ہوئے تو جناب ابوطالب نے کہا کہ بہتر ہوگا کہ عمرو ابن اسد سیدہ خدیجہؓ کے چچا اس کی توثیق کر دیں تو انہوں نے کہا۔ اے قریش گواہ رہو کہ میں نے خدیجہؓ بنت خویلد کو محمد بن عبداللہ ﷺ کے نکاح میں دے دیا۔

اس ایجاب وقبول کے ہوتے ہی سرداران قریش نے ابوطالب اور دیگر عمائدین بنوہاشم کو مبارک باد دی اور یوں نکاح کی تقریب تکمیل پذیر ہوئی۔ سیدہ خدیجہؓ نے حضور ﷺ کے نکاح میں آتے ہی اپنے آپ کو حضور ﷺ کی خدمت کے لئے وقف کر دیا اور اپنا سارا مال واسباب بھی حضور ﷺ کے قدموں میں ڈھیر کر دیا اور یوں آپ ﷺ کو فکر معاش سے نجات مل گئی۔ حضور ﷺ کی تمام اولاد سوائے صاحبزادہ ابراہیم کے حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ کے بطن مبارک سے ہوئی۔ حضرت خدیجہؓ آپ کو دل وجان سے چاہتی تھیں اور جب بھی کوئی مشکل پیش آئی تو انہوں نے بہترین مشیر کی حیثیت سے آپ ﷺ کو حوصلہ دیا۔ جوں جوں رحمت عالم ﷺ کی عمر چالیس سال کے قریب آرہی تھی تو آپ کے لئے خلوت اور تنہائی محبوب بنادی گئی۔ آپ غار حرا میں جا کر خلوت فرماتے۔ (فتح الباری ج ۲ ص ۳۱۱)

آپ غار حرا میں جا کر اعتکاف فرماتے اور کھانے پینے کا سامان ساتھ لے جاتے اور وہاں رہ کر اللہ تعالیٰ کی عبادت اور بندگی کرتے۔ یعنی ذکر الٰہی، مراقبہ، تفکر و تدبر آپ کی عبادت تھی۔

بعثت نبوی

جب آپ ﷺ کی عمر چالیس سال کی ہوگئی اور آپ ﷺ غار حرا میں تشریف فرما تھے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام غار میں تشریف لائے اور آپ ﷺ کو سلام کیا اور فرمایا: ’’اقــراء‘‘ پڑھئے! آپ نے جواب میں فرمایا کہ ’’ما انا بقاری ‘‘ کہ میں نہیں پڑھ سکتا۔ اس پر حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آپ ﷺ کو اس شدت سے دبایا کہ اس کی مشقت کی کوئی انتہاء نہ رہی۔ اس کے بعد چھوڑ دیا اور فرمایا: ’’اقــراء‘‘ پڑھئے! آپ نے پھر وہی جواب دیا۔ ’’مـا انـا بقـاری ‘‘فرشتہ نے آپ کو شدت کے ساتھ دبایا اور چھوڑ دیا اور پھر کہا: ’’اقراء‘‘ آپ نے وہی جواب دیا۔ فرشتہ نے تیسری دفعہ فرمایا اور چھوڑ دیا اور فرمایا: ’’اقراء باسم ربک الذی خلق ‘‘یعنی سورۃ العلق کی پہلی پانچ آیات نازل کیں۔ اس کے بعد آپ گھر تشریف لائے اور آپ کے جسم پر کپکپی طاری تھی۔ گھر میں داخل ہوتے ہی فرمایا۔ زملونی زملونی۔ مجھے کپڑا اپہناؤ۔ تو خدیجۃ الکبریٰؓ نے آپ کو کپڑا اپہنا کر سلا دیا۔ جب آپ ﷺ بیدار ہوئے تو سیدہؓ سے تمام واقعہ بیان فرمایا اور فرمایا کہ: ’’خشیت علیٰ نفسی ‘‘ مجھے اپنی جان کا خطرہ ہے تو سیدہؓ نے تسلی دیتے ہوئے فرمایا: آپ کو بشارت ہو: ’’لا یخزیک اللہ ابداً انک لتصل الرحم وتحمل الکل وتعین علیٰ نوائب الحق ‘‘اللہ پاک آپ کو کبھی بھی رسوا نہیں کریں گے۔ کیونکہ آپ صلہ رحمی کرتے ہیں۔ لوگوں کے بوجھ اٹھاتے ہیں اور ناداروں کی خبر گیری کرتے ہیں۔ حق بجانب امور میں آپ ہمیشہ معین و مددگار رہتے ہیں۔ نیز فرمایا کہ آپ ہمیشہ سچ بولتے ہیں۔ امین ہیں۔ مہمانوں کی ضیافت کا حق ادا کرتے ہیں۔ (بخاری و مسلم)

ابن اسحاق کی روایت کے مطابق سیدہؓ نے آپ ﷺ کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا: ’’قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں خدیجہؓ کی جان ہے۔ میں قوی امید رکھتی ہوں کہ آپ اس امت کے نبی ہوں گے۔‘‘

(سیرت ابن ہشام جلد اول ص۸۱)

اس واقعہ کے بعد سیدہؓ آپ کو لے کر ورقہ بن نوفل کے پاس تشریف لے گئیں جو آپؐ کے چچازاد بھائی اور تورات وانجیل کے بڑے عالم تھے اور عیسائی مذہب قبول کر چکے تھے۔ ان سے کہا: اے چچازاد بھائی ذرا اپنے بھتیجے کا حال ان کی زبان سے سنئے۔ ورقہ نے کہا کہ اے بھتیجے کیا دیکھا ذرا بتلایئے۔ ورقہ نے جب آپ ﷺ کی گفتگو سن کر فرمایا: ’’ھـذا الـنـامـوس الذی ینزل علیٰ موسیٰ ‘‘یہ وہ فرشتہ ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر آتا رہا۔ کاش میں قوی اور توانا ہوتا جب تمہاری قوم تمہیں تمہارے وطن سے نکالے گی (تو تمہاری امداد کرتا) اس پر حضور ﷺ نے فرمایا: ’’او مـخـرجی ‘‘کیا مجھے نکال دیا جائے گا۔ اس پر ورقہ نے کہا کہ جو شخص بھی نبی اور رسول ہو کر اللہ کا کلام اور اس کا پیام لے کر آیا۔ لوگ اس کے دشمن ہوگئے۔ اگر میں نے آپ کا وہ زمانہ پایا تو پرزور آپ کی امداد کروں گا۔ لیکن کچھ عرصہ بعد ورقہ کا انتقال ہوگیا۔ ابو میسرہ کی ایک مرسل روایت میں ہے کہ ورقہ بن نوفل نے کہا: آپ کو بشارت ہو۔ میں گواہی دیتا ہوں آپ وہی نبی ہیں جن کی سیدنا مسیح ابن مریم (علیہا السلام) نے بشارت

دی ہے اور آپ ﷺ موسیٰ علیہ السلام کی طرح نبی مرسل ہیں اور عنقریب آپ ﷺ کو اللہ کی طرف سے جہاد کا حکم ملے گا۔ ایک اور روایت میں ہے کہ ورقہ نے چلتے وقت آپ ﷺ کے سر مبارک کو بوسہ دیا۔ (عیون الاثر جلد اول ص ۱۸۷)

قبول اسلام

اس واقعہ سے قبل آپ نے اپنے چچازاد بھائی ورقہ بن نوفل سے بار ہا سن رکھا تھا کہ آخر الزمان نبی ﷺ تشریف لانے والے ہیں۔ نیز خرق عادات چیزیں دیکھ کر آپ نے رحمت عالم ﷺ کے ساتھ نکاح کی پیشکش کی تھی۔ طبرانی کی ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ پر ایمان لانے والوں میں آپ سب سے پہلی ہیں۔ ابن اثیر فرماتے ہیں۔ سیدہ خدیجہؓ تمام مسلمانوں کے اجماع کی رو سے اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سے حضور علیہ السلام پر ایمان لانے میں سب سے اوّل ہیں اور آپ سے پہلے نہ کوئی مرد اسلام لایا اور نہ ہی کوئی عورت۔ (اسد الغابہ ج۷ ص ۷۸)

جب مشرکین مکہ آپ کو ایذا پہنچاتے تو سیدہؓ آپ کی غمگساری کرتیں اور تسلی دیتیں۔

شعب ابی طالب میں

جب آپ ﷺ کی تبلیغ سے لوگ اسلام قبول کرنے لگے تو قریش کے تمام قبائل نے متفقہ طور پر ایک تحریری معاہدہ کے ذریعہ ''شعب ابی طالب'' نامی گھاٹی میں آپ کو محصور کر دیا۔ تمام بنی ہاشم نے آپ کا ساتھ دیا۔ سوائے ابولہب کے۔ وہ مخالف کیمپ میں رہا۔ سیدہؓ بھی رحمت عالم ﷺ کے ساتھ شعب بنو ہاشم میں تمام بنی ہاشم کے ساتھ محصور رہیں۔ آپ تین سال تک شعب بنو ہاشم میں محاصرہ میں رہے۔ یہ زمانہ ایسا سخت گذرا کہ طلح نامی درخت کے پتے کھا کھا کر گذارا کیا گیا۔ تاہم اس زمانہ میں سیدہؓ کی وجہ سے کبھی کبھار کھانے کی کچھ اشیاء پہنچ جایا کرتی تھیں۔ چنانچہ ایک دن حکیم بن حزام اپنی پھوپھی حضرت خدیجہؓ کے لئے اپنے غلام کے ساتھ غلہ لے کر جا رہے تھے کہ ابوجہل نے دیکھ لیا اور کہا کہ تم بنو ہاشم کے لئے غلہ لے کر جاتے ہو۔ میں تمہیں ہرگز نہ لے جانے دوں گا اور سب میں تم کو رسوا کروں گا۔ اتفاق سے ابوالبختری سامنے آ گیا۔ واقعہ معلوم کر کے ابوجہل سے کہا کہ ایک شخص اپنی پھوپھی کے لئے غلہ بھیجتا ہے۔ تم اس میں کیوں رکاوٹ بنتے ہو۔ ابوجہل کو غصہ آ گیا اور وہ سخت سست کہنے لگا۔ اس پر ابوالبختری نے اونٹ کی ہڈی ابوجہل کے سر پر دے ماری۔ اس سے اس کا سر پھٹ گیا۔ حضرت امیر حمزہؓ یہ منظر دیکھ رہے تھے۔

(ابن ہشام جلد اول ص ۳۵۳)

تین سال انتہائی تکلیف سے گذرے۔ بالآخر قریش کے باہمی اختلاف اور معاہدہ کو دیمک کے چاٹنے کی وجہ سے تین سال کی مسلسل مصیبت کا خاتمہ ہوا۔ ۱۰ نبوی یعنی ہجرت سے تین سال قبل اس قید سے نجات ملی۔

سیدہؓ کی وفات

شعب ابی طالب کی تکلیف دہ قید سے سیدہؓ کی صحت روز بروز خراب ہوتی چلی گئی۔ بالآخر نکاح کے پچیس سال بعد رمضان المبارک میں ہجرت سے تین سال قبل رحلت فرمائے عالم جاودانی ہوئیں۔ چونکہ نماز جنازہ اس وقت مشروع نہیں ہوئی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے انہیں قبر میں اتارا۔ حجون آپ کا مدفن ہے۔ (اسد الغابہ ص ۴۳۰)

فضائل ومناقب

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ چار عورتوں کو دنیا کی تمام عورتوں پر فضیلت حاصل ہے۔ مریم بنت عمران، آسیہ زوجہ فرعون، خدیجہؓ بنت خویلد، فاطمہ بنت محمدؐ۔ (استیعاب ص۷۴۰)

☆...... ازواج مطہرات میں سے حضور ﷺ جتنی تعریف خدیجہؓ کی کرتے اتنی کسی کی نہ کرتے۔ (اصابہ ص۵۴۱)

☆...... ایک روایت میں ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے اور فرمایا: ''حق تعالیٰ شانہ سیدہ خدیجہؓ کو سلام کہتے ہیں۔ یہ سن کر سیدہؓ نے عرض کیا کہ حق تعالیٰ شانہ خود سلام ہیں اور جبرائیل پر سلام ہو اور آپ پر سلام اور اللہ کی رحمت ہو۔'' (نسائی حدیث نمبر۳۷۲، عمل الیوم واللیلہ)

☆...... جبرائیل علیہ السلام رحمت عالم ﷺ کی خدمت میں موجود تھے کہ سیدہؓ تشریف لائیں۔ رسول اللہ ﷺ نے جبرائیل علیہ السلام سے فرمایا کہ: ''یہ خدیجہؓ ہیں'' جبرائیل علیہ السلام نے جواب دیا۔ انہیں ان کے رب اور میری طرف سے سلام کہیے۔ (المعجم الکبیر ص۱۵ جلد۲۳)

یہ ایسی فضیلت ہے جو حضرت خدیجہؓ کے علاوہ کسی اور کو میسر نہیں۔

عمرؓ وعلیؓ میں فرق

ایک مرتبہ امیر شریعت حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ سے پوچھا گیا کہ عمرؓ وعلیؓ میں کیا فرق ہے۔ فرمایا بڑا فرق ہے۔ علیؓ مرید ہیں عمرؓ مرید نہیں۔ علیؓ کیا صدیقؓ کیا۔ تمام صحابہ کرامؓ مرید تھے۔ مگر عمرؓ مرید نہ تھے۔ جج نے بھرے مجمع میں کہا کہ پھر کیا تھے؟ سناٹا چھا گیا۔ سب حیران کہ شاہ جیؒ کیا جواب دیتے ہیں۔ شاہ جیؒ نے فرمایا سارے صحابہؓ مرید تھے۔ مگر عمرؓ مراد تھے۔ تمام صحابہ کرامؓ حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔ عمرؓ کو اللہ تعالیٰ سے مانگا گیا۔ لہٰذا عمرؓ مرید نہیں مراد مصطفیٰ ہیں۔ پھر فرمایا کہ ''میں بیٹا علیؓ کا ہوں۔ جی میرا بھی چاہتا ہے کہ انہیں کو سب کچھ کہوں۔ لیکن عمرؓ چھوڑتے نہیں وہ خود منواتے ہیں۔ عمرؓ کو نکال دیا جائے تو پھر اسلام کی تاریخ میں کیا رہ جاتا ہے۔'' (سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ سوانح وافکار ص۲۸۴)

اصلاح معاملات کا معیار

مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھریؒ نے اصلاح معاشرہ پر تقریر کرتے ہوئے فرمایا:

''اگر یہ دیکھنا چاہو کہ تمہارے معاملات درست ہیں یا نہیں تو اس کا ایک آسان معیار بتلاتا ہوں۔ اگر کسی کا پیسہ ناحق تمہاری طرف آتا ہوا اتنا ہی دکھے جتنا تمہارا پیسہ کسی کی طرف ناحق جاتا ہوا دکھتا ہے تو اللہ کریم کا شکر کرنا کہ تمہارے معاملات درست ہیں۔ اگر معاملہ اس کے برعکس ہو تو اپنے ایمان کی خیر منانا۔ کیونکہ جس کے معاملات درست نہ ہوں اس کی عبادت بھی درست نہیں اور نتیجتاً اس کا ایمان خطرے میں ہوتا ہے۔''

(مولانا محمد علی جالندھریؒ سوانح وافکار ص۱۴۴)

رمضان المبارک

مولانا عبداللہ معتصم

رمضان المبارک کا نہایت عظیم الشان مہینہ ہم پر سایہ فگن ہے۔ جس میں جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ جہنم کے دروازے بند کردیئے جاتے ہیں۔ سرکش شیاطین جکڑ دیئے جاتے ہیں۔ نیکیوں کا اجر وثواب بڑھا دیا جاتا ہے جس کی ہر رات اعلان ہوتا ہے: ’’اے خیر کے متلاشی! آگے بڑھ اور اے شر کے طلبگار! پیچھے ہٹ۔‘‘ جس کی ایک رات ہزار مہینوں سے افضل ہے۔ جو اس کے خیر سے محروم رہا وہ واقعی محروم ہے۔ روزہ، تلاوت قرآن، صدقات وخیرات، قیام اور دعا واستغفار پر مشتمل نیکیوں کے اس موسم بہار کی آمد آمد ہے۔

جب ہمارے گھروں میں کسی ہر دلعزیز مہمان کی آمد ہوتی ہے تو اپنے گھروں کو سجاتے ہیں۔ اس کی زینت وزیبائش کرتے ہیں۔ چہرے پر خوشیاں مچل رہی ہوتی ہیں۔ دل باغ باغ ہوتا ہے اور مہمان کے لئے اپنی آنکھیں فرش راہ کئے ہوتے ہیں۔ کیا رمضان کی آمد پر ہم اپنے دل میں یہ کیفیت پارہے ہیں؟ نہیں...... بلکہ رمضان کی آمد کا سن کر ہمارے چہروں پر غم واندوہ کی سیاہ چادر تن جاتی ہے۔ ہمارے معاشرے پر گھٹن اور مایوسی کے بادل چھا جاتے ہیں۔ وجہ اس کی یہی ہے کہ ہمارے سامنے اس کا نفع اور اجر وثواب نہیں ہے اور اگر ہے بھی تو ہم اس سے استغناء اختیار کرچکے ہیں۔ اللہ والے رمضان المبارک کا چھ مہینہ پہلے سے انتظار کرتے تھے۔

مشہور تابعی معلی بن فضل رمضان المبارک کے بارے میں صحابہ کرامؓ کے اشتیاق کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ وہ چھ ماہ پہلے سے یہ دعا کرتے تھے کہ ’’اے اللہ! ہمیں ماہ رمضان کی سعادت نصیب فرما۔‘‘ پھر جب رمضان کا مہینہ گذر جاتا تو بقیہ چھ ماہ دعا کرتے۔ ’’اے اللہ! جن اعمال کی تو نے توفیق دی وہ قبول بھی فرمالے۔‘‘

کتنے لوگ جو گذشتہ سال ہمارے ساتھ روزے میں شریک تھے۔ آج قبر میں مدفون ہیں۔ کتنے چہرے جنہیں ہم نے گذشتہ سال رمضان میں صحیح سلامت دیکھا تھا۔ آج بستر مرگ پر پڑے موت وحیات کے بیچ ہچکولے کھا رہے ہیں۔ کیا خبر کہ آنے والا رمضان ہماری زندگی کا آخری رمضان ہو۔ اس لئے آنے والے مہینے کا خیر وخوبی سے استقبال کریں۔ ہمارے اوپر طلوع ہونے والا رمضان کا چاند خیر وبرکت کا چاند ہو۔ اسے دیکھ کر ہمارا دل جذبہ اشتیاق سے امڈ آئے۔ ہماری زبان اس دعا سے گویا ہو جو ہمارے محبوب آقا ﷺ کا معمول تھا:

’’اللھم اھلہ علینا بالا من والایمان والسلامت والاسلام ربی وربک اللہ‘‘ ’’اے اللہ! تو یہ چاند ہم پر امن وایمان اور سلامتی واسلام کے ساتھ طلوع کرنا، اے چاند میرا اور تیرا رب اللہ ہے۔‘‘

☆...... رسول اللہ نے فرمایا ہے کہ یہ صبر اور غمخواری کا مہینہ ہے اور یہ بھی فرمایا کہ: ’’جو آدمی اس مہینے میں اپنے غلام وخادم کے کام میں ہلکا پن اور کمی کردے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرمادے گا اور اس کو دوزخ سے رہائی اور آزادی دے گا۔‘‘ دینی زبان میں صبر کے اصل معنی ہیں اللہ کی رضا کے لئے اپنے نفس کی خواہشوں کو دبانا

اور تلخیوں اور ناگواریوں کو جھیلنا۔ ظاہر ہے کہ روزے کا اوّل و آخر ایسا ہی ہے۔ نیز روزہ رکھ کر ہر روزہ دار کو تجربہ ہوتا ہے کہ فاقہ کیسی تکلیف کی چیز ہے۔ اس سے اس کے اندر غربا اور مساکین کی ہمدردی اور غمخواری کا جذبہ پیدا ہونا چاہیے۔ ایک روایت میں ہے کہ جب رمضان کا مہینہ داخل ہوتا تھا تو نبی علیہ السلام قیدیوں کو رہائی دے دیتے تھے اور ضرورت مند سائل کو محروم نہیں کیا کرتے تھے۔ (بیہقی فی شعب الایمان)

لہٰذا اپنے محلے میں، دوستوں اور عزیز و اقارب میں، جو نادار بیمار اور غریب ہوں۔ اپنی وسعت کے مطابق ان کی مدد کرنی چاہیے۔ بعض روزہ دار روزہ کی حالت میں بڑی بے صبری کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ ذرا ذرا سی بات پر بیوی سے لڑنا، بچوں کو پیٹنا، ملازمین کو ڈانٹنا۔ غرضیکہ ان کا روزہ رکھنا دوسروں کے لئے ایک آفت ناگہانی بن جاتا ہے۔ یہ بڑی معیوب بات ہے۔ ایسا ہرگز نہ کرنا چاہیے۔ بعض لوگ لڑتے جھگڑتے تو نہیں۔ لیکن گرمی اور بھوک و پیاس ہی کا گلہ شکوہ کرتے رہتے ہیں۔ جب ان سے ملو ان کے پاس یہی قصہ ملتا ہے اور بعض لوگ کچھ زیادہ ہی ہائے ہوئی کرتے ہوئے دیکھے جاتے ہیں۔ یہ سب بے صبری کی باتیں ہیں۔ صبر کا مہینہ بتلانے کا منشاء یہی ہے کہ حتی الامکان صبر و ضبط سے کام لیا جائے۔

ذیل میں رمضان کے حوالے سے چند امور ذکر کرتے ہیں۔ رمضان المبارک میں ان کی رعایت رکھنی چاہیے:

☆...... ماہ مبارک کی آمد سے پہلے اس کے مقام، اس کی عظمت، اس کی فضیلت، اس کے مقصد اور اس کے پیغام کو اپنے ذہن میں تازہ کریں۔ تاکہ اس کی برکات سے بھرپور فائدہ اٹھا سکیں اور اس بات کا پختہ ارادہ کریں کہ ہم اس ماہ مبارک میں اپنے اندر تقویٰ کی صفت پیدا کرنے کی کوشش کریں گے جو روزہ کا ماحصل ہے۔

☆...... ان معمولات کی تحدید کرلیں جو حقوق اللہ سے متعلق ہیں۔ ان معمولات کی بھی تحدید کرلیں جو حقوق العباد سے متعلق ہیں۔ پھر ان معمولات کی بھی فہرست بنالیں جو رمضان المبارک میں ادا کرنے ہیں۔ اگر آپ کے ساتھ ڈیوٹی کے تقاضے ہیں اور عبادت کے لئے خود کو بالکلیہ فارغ نہیں کرسکتے تو پھر یہ دیکھیں کہ کن کن کاموں کو رمضان کی خاطر چھوڑ سکتے ہیں اور کن کن مصروفیات کو موخر کرسکتے ہیں۔

☆...... اس ماہ مبارک میں ہم اپنی زندگی، صحت اور جوانی میں فرصت کو غنیمت جانیں۔ اپنے سارے گناہوں سے سچی توبہ کریں۔ واجبات و مستحبات کی ادائیگی اور منہیات و مکروہات سے اجتناب کرنے کا خود کو عادی بنائیں۔

☆...... پنجوقتہ نمازوں بالخصوص نماز فجر کی باجماعت ادائیگی کو اپنے اوپر لازم کرلیں۔ جن پر زکوٰۃ اور حج فرض ہے اور اس کی ادائیگی میں غفلت برت رہے ہیں۔ وہ یہ فیصلہ کریں کہ پہلی فرصت میں حج ادا کریں گے اور اللہ کے دیئے ہوئے مال میں سے غریبوں اور مسکینوں کا حق ادا کریں گے۔ افطاری اور سحری میں پڑوسیوں کا خصوصی لحاظ رکھیں۔ ایسا نہ ہو کہ آپ کا دسترخوان تو انواع و اقسام کی نعمتوں سے لدا ہوا ہے اور پڑوسی کو افطاری کے لئے کھجور بھی میسر نہیں۔

☆...... قرآن کریم کی تلاوت کا ایک چارٹ بنائیں۔ ہر فرض نماز کے بعد چند آیات کی تلاوت مع ترجمہ کا معمول بنالیں کہ آنے والا مہینہ قرآن کا مہینہ ہے جس کے لئے ابھی سے تیاری کرنی ہے۔

☆...... معتبر کتابوں اور کیسٹس کی مدد سے روزہ کے احکام و مسائل کی جانکاری حاصل کرلیں۔

☆...... معاشرتی روابط اور حقوق پر خاص طور سے دھیان دیں۔ کسی کا کوئی قرض یا دعویٰ ہے تو اسے فوراً چکا دیں اور معاملے کا تصفیہ کرلیں۔ بروز قیامت وہ شخص بڑا بدنصیب اور مفلس ہوگا جو نماز روزے اور زکوٰۃ کے ساتھ آئے گا۔ لیکن اس کے اوپر لوگوں کی طرف سے دعووں کا ایک انبار ہوگا۔ کسی کو مارا ہوگا، کسی کو گالی دی ہوگی، کسی کی بے عزتی کی ہوگی۔ لہٰذا اس کی ایک ایک نیکیاں لے لے کر دعویداروں کو دے دی جائیں گی۔ جب اس کی نیکیاں ختم ہو جائیں گی اور دعویدار باقی رہ جائیں گے تو دعویداروں کے گناہ ان کے سروں پر تھوپ دیئے جائیں گے۔ پھر انہیں جہنم رسید کردیا جائے گا۔ اس لئے رمضان کی آمد سے قبل معاشرتی روابط کو مستحکم کرلیں اور یہ عزم مصمم کرلیں کہ آپ اپنی زبان کی حفاظت کریں گے، گالی گلوچ، بدکلامی اور چغل خوری سے دور رہیں گے۔ نیکی اور بھلائی کے کاموں میں پیش پیش رہیں گے اور کسی انسان کو ایذا نہ پہنچائیں گے۔

☆...... رات کے سہہ پہر میں قیام اللیل کی عادت ڈالیں۔ کیونکہ یہ رات کا وہ حصہ ہے جس میں اللہ تعالیٰ آسمان دنیا پر (اپنے شایانِ شان) نزول فرما کر اعلان کرتے ہیں: ''ہے کوئی دعا کرنے والا کہ ہم اس کی دعا قبول کریں، ہے کوئی سوال کرنے والا کہ ہم اس کے سوال کو پورا کریں، ہے کوئی اپنے گناہوں کی مغفرت طلب کرنے والا کہ ہم اس کے گناہوں کو معاف کردیں۔'' (بخاری و مسلم)

واقعہ یہ ہے کہ شب کے آخری پہر میں اللہ کے خوف سے آنسوؤں کا ٹپکنا اور بدن پر لرزہ طاری ہو جانا ایک طرف خوشنودی رب کا بہترین ذریعہ ہے تو دوسری طرف کمال شخصیت کا راز بھی ہے۔ آہ! سحرگاہی کے بغیر نہ کبھی شخصیتیں بنی ہیں نہ بنیں گی۔ علامہ اقبال نے کہا تھا ؎

عطار ہو، رومی ہو، رازی ہو، غزالی
کچھ ہاتھ نہیں آتا بے آہ سحرگاہی

☆...... اس ماہ مبارک میں اپنے سلوک اور کردار پر دھیان دیں۔ اپنے آپ کو حسن اخلاق کا پیکر بنائیں۔ رذائل اخلاق سے دوری اختیار کریں۔ اخلاق و آداب پر مشتمل کتابوں کا مطالعہ کریں اور اچھے اخلاق کے حامل لوگوں کے پاس بیٹھ کر ان کی خوبیاں اپنے اندر پیدا کرنے کی کوشش کریں۔

☆...... اپنے آپ کو اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کا عادی بنائیں کہ رمضان مواسات و غم خواری کا مہینہ ہے۔ ہمارے حبیب ﷺ یوں بھی سخی تھے۔ تاہم رمضان المبارک میں تیز ہوا سے بھی زیادہ سخی اور فیاض بن جاتے تھے۔ اس لئے اللہ پاک نے جس قدر بھی دے رکھا ہے۔ اس میں سے غرباء و مساکین کے لئے ضرور نکالیں اور حسب استطاعت روزہ داروں کو افطار بھی کرائیں کہ اس کا اتنا ہی اجر ملتا ہے جتنا خود روزہ رکھنے کا۔ (ترمذی)

☆...... اس ماہ مبارک میں دعوت الی اللہ کے لئے خود کو تیار کریں۔ اس مقصد کے لئے ممکنہ وسائل کو کام میں لائیں۔ کیونکہ اس ماہ مبارک میں انسانی طبیعت میں فطری طور پر قبول حق کی صلاحیت پیدا ہوتی ہے، جن غیر مسلموں سے آپ متعارف ہیں کم از کم ان تک اسلام کا پیغام ضرور پہنچائیں۔ انہیں تعارف اسلام پر مبنی دعوتی

لٹریچرز لا کر دیں اور اپنے بھائیوں اور نیز اہل خانہ کی اصلاح اور ان کی روحانی تربیت کی طرف پوری توجہ مبذول کریں اور یہ جذبہ پیدا کرنے کے لئے بہت مفید ہوگا کہ رمضان کی آمد سے پہلے ایک دن تنہائی میں یکسوئی کے ساتھ بیٹھ کر اپنے نفس کا محاسبہ کریں کہ ہم نے سال بھر کیا کھویا اور کیا پایا۔ اس دن کو یاد کریں جس دن اچانک موت کا فرشتہ بے دردی کے ساتھ روح نکال لے گا۔ لوگ غسل دیں گے، کفن پہنائیں گے، تنگ وتاریک گھروندے میں اتار دیں گے، منوں مٹی تلے دبا دیں گے۔ وہاں دردناک اژدہے نکلیں گے، وہاں جہنم کی دہکتی ہوئی آگ ہوگی، لاکھ چلائیں، آہیں بھریں، رحمت کے طلبگار ہوں لیکن کوئی سننے والا نہ ہوگا۔ یہ احساس خود میں پیدا کر کے روئیں، گڑگڑائیں، پھر نئے عزم وحوصلہ کے ساتھ اپنے رب کی مرضیات کے لئے کمر کس لیں اور اللہ تعالیٰ سے دعا بھی کریں کہ وہ ہمیں برکات رمضان کو سمیٹنے کی توفیق دے۔

مسواک سے دس فائدے

حضور ﷺ نے فرمایا کہ مسواک کا اہتمام کرو اس میں دس فائدے ہیں۔

۱...... منہ کو صاف کرتی ہے۔	۲...... اللہ تعالیٰ کی رضا مندی کا سبب ہے۔
۳...... شیطان کو غصہ دلاتی ہے۔	۴...... اس سے اللہ تعالیٰ اور فرشتے محبت کرتے ہیں۔
۵...... مسوڑھوں کو مضبوط کرتی ہے۔	۶...... بلغم کو ختم کرتی ہے۔
۷...... منہ میں خوشبو پیدا کرتی ہے۔	۸...... صفراوی امراض کو ختم کرتی ہے۔
۹...... نگاہ کو تیز کرتی ہے۔	۱۰...... منہ کی بدبو زائل کرتی ہے۔

ان سب فوائد کے علاوہ یہ ہے کہ یہ سنت ہے۔ پھر حضور ﷺ نے فرمایا: وہ نماز جو مسواک کے ساتھ پڑھی جائے اس نماز سے جو بغیر مسواک پڑھی جائے ستر درجہ بہتر ہے۔ (منبہات ابن حجرص۹۳)

رونے کی اقسام

سیدنا علی المرتضیٰؓ فرماتے ہیں کہ رونا تین وجہ سے ہوتا ہے۔

۱...... اللہ تعالیٰ کے عذاب کے خوف سے۔	۲...... اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کے خطرہ سے۔
۳...... اللہ تعالیٰ کی جدائی کے خطرہ سے۔	

اور ہر رونے کا نتیجہ یہ ہے: پہلا رونا گناہوں کے کفارہ کا سبب ہے۔ دوسرا رونا عیبوں کے دھلنے کا ذریعہ ہے۔ تیسرے رونے سے اللہ تعالیٰ کی دوستی اور رضا نصیب ہوتی ہے۔ پھر ہر ایک کا ثمرہ ہے۔

۱...... گناہوں کے کفارہ بننے کا ثمرہ یہ ہے کہ آخرت کی سزاؤں سے نجات نصیب ہوتی ہے۔

۲...... عیبوں کے دھل جانے کا نتیجہ یہ ہے کہ جنت میں ہمیشہ کی نعمتیں اور درجات عطاء کئے جاتے ہیں۔

۳...... اللہ تعالیٰ کی دوستی اور رضا کا نتیجہ یہ ہے کہ اچھی بشارتیں، اللہ تعالیٰ کا دیدار، فرشتوں کی ملاقات اور فضائل درجات میں کمال۔ (تنبیہ الغافلین ص۹۲)

فن قرأت وتجوید ...... عصر حاضر میں اہمیت وضرورت

آخری قسط — مولانا قاری محمد یٰسین

امام نافع مدنیؒ

امام نافع ؒ تابعینؒ میں سے ہیں۔ فرماتے ہیں میں نے ۷۰ تابعینؒ سے قرآن پڑھا ہے۔ آپ ۷۰ برس سے زیادہ مدینہ منورہ میں قرآن پاک اور قرأت پڑھاتے رہے۔ امام نافعؒ کے ایک شاگرد کہتے ہیں جب آپ قرآن پڑھتے یا بات کرتے تو منہ سے مشک اور کستوری کی خوشبو آتی تھی۔ میں نے دریافت کیا کہ حضرت جب آپ پڑھانے کے لئے بیٹھتے ہیں تو کیا خوشبو لگا کر بیٹھتے ہیں؟ فرمایا: خوشبو کا استعمال تو کیا کرتا۔ میں تو اس کے قریب بھی نہیں جاتا۔ بات یہ ہے کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کی خواب میں زیارت کی اور آپ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ میرے منہ سے منہ ملا کر قرآن شریف پڑھ رہے ہیں۔ اسی وقت سے میرے منہ سے یہ خوشبو آتی ہے۔ (کشف النظر:۱/۳۰۰)

سیدنا قالونؒ

سیدنا قالونؒ کانوں سے اس قدر بہرے تھے کہ بگل اور بہت زیادہ شور کی آواز بھی نہیں سن سکتے تھے۔ مگر آپ کی کرامت تھی کہ قرآن شریف پڑھنے والے کی آواز سننے میں ذرا بھی رکاوٹ پیش نہیں آتی تھی۔ (کشف النظر:۱/۳۰۵)

امام ابوعمرو بصریؒ

امام ابوعمرو بصریؒ کے ایک شاگرد عبدالوارث کہتے ہیں کہ میں نے ایک سال آپ کی رفاقت میں حج کیا۔ اس سفر میں ہم ایک بے آباد اور خالی منزل سے گزرے جہاں پانی بالکل نہیں تھا۔ آپ نے فرمایا: اٹھو اور میرے ساتھ چلو۔ میں آپ کے ساتھ چل پڑا۔ آپ نے مجھے میل کے نشان پر لے جا کر بٹھا دیا اور فرمایا کہ میرے آنے تک یہیں بیٹھے رہنا۔ یہ کہہ کر آپ جنگل میں تشریف لے گئے۔ کچھ دیر تو میں رکا رہا۔ لیکن پھر مجھے فکر ہوئی اور میں آپ کے قدموں کے نشانات سے اندازہ کرتا ہوا آپ کے پاس پہنچ گیا۔ دیکھتا کیا ہوں کہ اس بے آباد اور ویران جگہ میں ایک چشمہ پھوٹا ہوا ہے اور آپ وہاں نماز کے لئے وضو فرما رہے ہیں۔ مجھے دیکھ کر فرمایا: اے عبدالوارث! میری اس بات کو پوشیدہ رکھنا اور اس نظارہ کا کسی سے تذکرہ نہ کرنا۔ میں نے کہا: اے سید القرأ! بہت اچھا۔ عبدالوارث کہتے ہیں: میں نے حسب وعدہ آپ کی اس کرامت کا تذکرہ آپ کی وفات تک کسی سے بھی نہیں کیا۔ لیکن اب اس کا اظہار کر رہا ہوں۔ (کشف النظر:۱/۳۰۵)

سیدنا شعبہؒ

امام احمد بن حنبلؒ نے فرمایا: آپ نہایت سچے، ثقہ، صاحب قرآن اور صاحب سنت تھے۔ خود فرماتے ہیں: میں نے کبھی کوئی کام شریعت کے خلاف نہیں کیا۔ ۳۰ سال سے ہر روز ایک قرآن پاک ختم کرتا ہوں۔ آپ ۷۰

سال عبادت میں مصروف رہے۔ان میں سے ۴۰ سال تک آپ کے لئے بستر نہیں بچھایا گیا۔۲۴ ہزار مرتبہ قرآن مجید ختم کیا۔جب آپ کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپ کی ہمشیرہ رونے لگی۔فرمایا: روتی کیوں ہو؟ مکان کے اس گوشے کی طرف دیکھو۔میں نے اس میں ۱۸ ہزار قرآن مجید ختم کئے ہیں اور اپنے صاحبزادے سے فرمایا: بیٹا! اس گوشے میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہرگز نہ کرنا۔ (کشف النظر:۱/۳۳۱)

امام حمزہ کوفیؒ

امام حمزہ کوفیؒ ہر مہینہ میں ۲۸، ۲۷یا ۲۵ قرآن مجید ترتیل یعنی تجوید وتحقیق، اطمینان وصفائی کے ساتھ ختم کرتے تھے۔ایک مرتبہ امام حمزہؒ نے خواب میں دیکھا کہ آپ کو حق تعالیٰ نے ''مرحبا'' فرمایا۔ان کے لئے کرسی بچھوائی اوران کی تعظیم کی۔نیز انہیں حکم فرمایا کہ قرآن مجید کی تلاوت کرواور ترتیل کے ذریعے اس کو خوب روشن اور ظاہر کر کے پڑھواور چند موقعوں پر جس طرح آپ نے پڑھا تھا۔حق تعالیٰ نے اس کے خلاف دوسری طرح بتایا۔آپ نے وانا اخترنک پڑھا۔حق تعالیٰ نے وانّا اخترنک پڑھنے کا فرمایا۔آپ نے تنزیل العزیز لام کے رفع کے ساتھ پڑھا۔حق تعالیٰ نے لام کے فتحہ کے ساتھ پڑھنے کا فرمایا۔

امام ابوجعفر یزید مدنیؒ

آپ نہایت عالی قدراور مشہور تابعی ہیں۔آپ حضرت ابن عباسؓ اور حضرت ابوہریرہؓ کے شاگرد ہیں۔آپ کو بچپن میں حضرت ام سلمیٰؓ کے پاس لایا گیا۔انہوں نے آپ کے سر پر ہاتھ پھیرااور آپ کے لئے رحمت وبرکت کی دعا بھی فرمائی۔حضرت شعبہ بن نصاحؒ جو امام ابوجعفرؒ کے ہم عصر، قاری اور داماد تھے۔امام کی وفات ہوجانے کے بعد انہوں نے حاضرین مجلس سے کہا: کیا میں تمہیں ایک عجیب وغریب چیز دکھاؤں؟ سب نے کہا: ضرور! تو انہوں نے امام ابوجعفر کے سینے سے کپڑا اٹھایا تو کیا دیکھتے ہیں کہ آپ کے سینے پر دودھ کی طرح ایک سفید حلقہ اور گول دائرہ ہے۔اس پر سب حاضرین بول اٹھے کہ اللہ کی قسم یہ قرآن کا نور ہے۔اسحاق مسیبیؒ نقل کرتے ہیں کہ جب وفات کے بعد امام کو غسل دیا گیا تو لوگوں نے آپ کے سینے اور دل کے درمیان قرآن مجید کے ورق کی مانند ایک چیز دیکھی۔اس سے حاضرین نے جان لیا کہ یہ قرآن پاک کا نور ہے۔کسی شخص نے امام کو وفات کے بعد دیکھا کہ آپ نہایت حسین وجمیل صورت میں تھے۔امام نے فرمایا: میرے شاگردوں اور ان تمام لوگوں کو جو میری قرأت پڑھتے ہیں۔خوشخبری سنادو کہ حق تعالیٰ نے ان کو بخش دیا ہے اور ان کے بارے میں میری دعا قبول فرمالی ہے۔ان کو اس بات کا امر کردو کہ جس طرح بھی ہوسکے رات کے درمیانی حصہ میں تہجد کی چند رکعتیں ضرور پڑھ لیا کریں۔ (کشف النظر:۱/۳۶۳)

امام شاطبیؒ

امام شاطبیؒ اللہ کے ولی اور اپنے زمانے کے بڑے درجے کے امام تھے۔نیز قرأت وتفسیر کے امام اور حدیث کے حافظ تھے۔آپ کے حافظے سے لوگ صحیح مسلم اور صحیح بخاری کے نسخوں کی تصحیح کیا کرتے تھے۔اس کے علاوہ آپ نحو کے استاداور تعبیر کے علم میں بھی ماہر تھے۔آپ کی بہت سی کرامات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ آپ کے پاس

بیٹھنے والے بغیر کسی مؤذن کے غیبی طور پر اذان کی آواز سن لیتے تھے۔ آپ نابینا تھے۔ لیکن کمال درجہ کے ذہین اور فہیم ہونے کے سبب نابیناؤں کی سی حرکات آپ سے ظاہر نہیں ہوتی تھیں۔ سخت بیمار ہو جاتے تب بھی عیادت کرنے والوں کے جواب میں صرف ''العافیہ'' فرماتے تھے۔ قرطبی سے منقول ہے کہ جب آپ قصیدہ شاطبیہ کی تصنیف سے فارغ ہو چکے تو اس کو لے کر بیت اللہ کے گرد ۱۲ ہزار طواف کئے اور جب دعا کے مقامات پر پہنچتے تو یہ دعا پڑھتے: ''اللّٰھم فاطر السموات والارض، عالم الغیب و الشھادۃ، رب ھذاالبیت العظیم، انفع بھا کل من قراھا'' نیز ناظمؒ سے یہ بھی منقول ہے کہ آپ کو نبی کریم ﷺ کی زیارت ہوئی تو سامنے کھڑے ہو کر خدمت بابرکت میں سلام عرض کیا اور کہا: یا سیدی، یا رسول اللہ! اس قصیدے پر نظر فرمائیے۔ پس آپ نے اس کو اپنے دست مبارک میں لیا اور فرمایا: ''ھی مبارکۃ من حفظھا دخل الجنۃ'' (عنایات رحمانی:۱/۸۴) کہ ''یہ بابرکت ہے۔ جو اسے حفظ کرے گا وہ جنت میں داخل ہوگا۔'' اور قرطبی نے اس روایت میں ان الفاظ کا اضافہ کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے یہ بھی فرمایا: ''جو اس حالت میں مرے کہ اس کے گھر میں یہ قصیدہ ہو وہ بھی جنت میں داخل ہوگا۔''

امام جزریؒ

آپ علم قرأت میں سارے عالم میں یکتا تھے اور بہت سے ملکوں میں آپ نے اس علم کی اشاعت کی۔ آپ کے فنون میں یہ فن سب سے عظیم الشان اور ممتاز و نمایاں تھا۔ حدیث کے علوم میں بھی آپ کو ید طولیٰ حاصل تھا۔ چنانچہ ایک لاکھ حدیثیں سند سمیت یاد تھیں۔ آپ کو ترویج سنت اور غیر معمولی خدمت قرآن و حدیث کے باعث آٹھویں صدی کا مجدد تسلیم کیا گیا ہے۔ (کشف النظر:۱/۲۰۶)

حضرت قاری فتح محمدؒ

حضرت قاری صاحبؒ پانچ سال کی عمر میں ہی نابینا ہو گئے تھے۔ لیکن حق تعالیٰ نے باطنی بصیرت کا وافر حصہ عطا فرمایا ہوا تھا۔ قرآن کریم سے عشق تھا اور خوب یاد تھا۔ ایک مرتبہ آپ نے پورے قرآن پاک کے ''رؤس آیات'' یعنی آیات کے ختم والے کلمات اس طرح سنائے کہ بغیر پوری آیت پڑھے صرف ''رأس آیت'' پڑھتے تھے۔ آپ کو اس میں ذرا بھی رکاوٹ اور جھجک نہ ہوئی۔ بلکہ ایسا محسوس ہوتا تھا کہ گویا آپ مسلسل قرآن پاک پڑھ رہے ہیں۔ آپ کے استاد حضرت قاری محی الاسلامؒ نے ایک مرتبہ بانی تبلیغی جماعت حضرت مولانا الیاسؒ سے آپ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ: ''اس نے پورا قرآن حرفاً حرفاً مجھ سے پڑھا ہے اور اب مجھ سے بہت آگے بڑھ گیا ہے۔'' حضرت تھانویؒ کی مجلس میں ایک مرتبہ آپ نے قرآن پاک پڑھا تو حضرت نے بہت تعریف فرمائی۔ نیز فرمایا کہ پہلے تو کانوں ہی سے کام لیتا رہا اور پھر آنکھوں سے بھی کام لیا اور دیکھا کہ چہرے پر کوئی تغیر نہیں تھا۔ حفظ واتقان میں آپ بلاشبہ فائق القرآن تھے۔ آپ کے حافظے کا تھوڑا سا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ لامیہ، رائیہ، طیبہ وغیرہ کے علاوہ آپ کو قرأت عشرہ مع طرق کے ایسی یاد تھیں کہ تحقیقاً، ترتیلاً: تدویراً اور حدراً...... ہر طرح، ہر جگہ سے، ہر حالت، ہر وقت اور ہر مجلس میں پڑھ سکتے تھے اور متشابہ لگنا تو کجا اختلاف قرأت میں بھی ذرا تامل کی گنجائش نہ تھی۔ حالانکہ بڑھاپا تھا جس میں عموماً لوگوں کا حافظہ کمزور ہو جایا کرتا ہے۔ (تذکرۃ الشفین:۳۹) حضرت کو دعا کا بہت

ذوق تھا۔ایک ثقہ راوی کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضرت نے حرم شریف میں ہمارے سامنے صبح کی نماز کے بعد دعا شروع فرمائی۔ یہاں تک کہ ظہر ہوگئی۔ پھر ظہر کی نماز سے فارغ ہوکر عصر تک دعا میں مشغول رہے۔اسی طرح بعد عصر ومغرب حتیٰ کہ عشا تک دعا فرماتے رہے۔حضرت قاری صاحبؒ ۱۳۹۰ھ میں مدینہ منورہ ہجرت فرماگئے تھے اور آخر وقت تک وہیں مقیم رہے۔ ہر نماز حرم شریف میں ادا فرماتے اور عصر سے عشا تک کا وقت حرم شریف ہی میں گزارتے تھے اور اس انتظار میں تھے کہ کسی طرح جنت البقیع کی مٹی نصیب ہوجائے۔ بالآخر یہ تمنا پوری ہوگئی اور ۱۸ شعبان ۱۴۰۷ھ کو اپنے مالک حقیقی سے جاملے۔

حضرت قاری رحیم بخشؒ

آپ حضرت قاری فتح محمدؒ کے محبوب ترین شاگرد اور علم تجوید وقرأت میں اپنے وقت کے امام تھے۔ حضرت کو قرآن کریم سے عشق کی حد تک شغف تھا۔فرائض شرعیہ اور حوائج بشریہ کے علاوہ ان کا کوئی لمحہ ایسا نہیں گزرتا تھا جس میں وہ قرآن کریم کی تعلیم وتدریس یا اپنی تلاوت میں مشغول نہ ہوں۔اوقات تدریس کی پابندی ان کی طبیعت ثانیہ بن گئی تھی۔ سردی، گرمی، موسمی تغیرات، ضعیفی وکمزوری غرض کوئی چیز بھی ان کے راستے میں حائل نہیں ہوتی تھی۔مدرسے کے طے شدہ وقت سے پہلے وہ درسگاہ میں موجود ہوتے تھے۔حج وعمرہ پر تشریف لے جاتے تو بھی واپسی پر سیدھے درس گاہ میں تشریف لے جاتے۔ (تذکرۃ المتقین:۱۰۲) سالہا سال تک یہ استقامت ہزاروں کرامتوں سے بڑھ کر ہے۔اس کے علاوہ حضرت کے بہت مبارک حالات ومبشرات ہیں حالات کی تفصیل کے لئے تذکرۃ المتقین کا مطالعہ ضروری ہے۔

فیصل آباد کے جامعات میں

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت چناب نگر کے راہنما مولانا غلام مصطفیٰ اور مجلس فیصل آباد کے مولانا سید خبیب احمد شاہ، مولانا عبدالرشید سیال نے جامعہ شریفیہ گائے سوپ، دارالقرآن مدینۃ العلم، جامعہ اسلامیہ عربیہ مدنی ٹاؤن غلام محمد آباد، جامعہ محمدیہ مچھلی فارم، جامعہ فاروق اعظم، جامعہ امدادیہ میں بیانات کئے۔ جامعہ امدادیہ کے مہتمم مولانا مفتی محمد طیب مدظلہ نے جامعہ امدادیہ میں مولانا سید نذیر احمد شاہ مدظلہ نے جامعہ فاروق اعظمؒ میں خود بیان کیا۔

چنیوٹ میں تین روزہ کورس

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام ۲۱ تا ۲۳ راپریل جامع مسجد محمدی میں تین روزہ ختم نبوت کورس منعقد ہوا۔ جس میں مولانا غلام رسول دین پوری، مولانا غلام مصطفیٰ، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا محمد وسیم، مولانا عبدالوارث نے عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت وفضیلت، رفع ونزول عیسیٰ علیہ السلام، ظہور امام مہدی، خروج دجال، ابطال مرزائیت، کذبات مرزا قادیانی کے عنوانات پر لیکچر دیئے۔ جس میں شہر کے علماء کرام، ائمہ مساجد، مدرسین مدارس نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔ کورس کا دورانیہ ساڑھے دس تا نماز ظہر رہا۔

فتوحات بخاریؒ سے فتوحات لدھیانویؒ تک

مولانا قاضی احسان احمد

خدا یاد آئے جن کو دیکھ کر وہ نور کے پتلے　　نبوت کے یہ وارث ہیں یہی ہیں ظل رحمانی
یہی ہیں جن کے سونے کو فضیلت ہے عبادت پر　　انہی کے اتقا پر ناز کرتی ہے مسلمانی
انہی کی شان کو زیبا نبوت کی وراثت ہے　　انہی کا کام ہے دینی مراسم کی نگہبانی
رہیں دنیا میں اور دنیا سے بالکل بے تعلق ہوں　　پھریں دریا میں اور کپڑوں کو ہرگز نہ لگے پانی
اگر خلوت میں بیٹھے ہوں تو جلوت کا مزہ آئے
اور آئیں اپنی جلوت میں تو سالک ہو سخن دانی

داعیان مذہب کا تحفظ اسلام کا طرۂ امتیاز ہے۔ انگریز نے اپنی رسوائے زمانہ پالیسی ’’لڑاؤ اور حکومت کرو‘‘ کے تحت جہاں غیر منقسم ہندوستان کی سرزمین پر دیگر فتنے اگائے۔ وہاں اپنے مخصوص منصوبے کے تحت ایک ایسی ہی خطرناک سازش تیار کی کہ اپنے خود کاشتہ پودے مرزا غلام احمد قادیانی کے زیر سایہ تربیت حاصل کرنے والے قاسم علی قادیانی سے ایک کتاب لکھوائی جو ۱۹۲۳ء میں فاروق منزل قادیان سے شائع ہوئی۔

کتاب کیا تھی۔ آریہ سماج کو مسلمانوں کے خلاف ابھارنے کی ایک خطرناک ترین سازش تھی۔ کتاب انتہائی گھٹیا، لچر اور قابل نفرت مضامین پر مبنی تھی۔ دیانند ’’آریوں‘‘ کے مذہبی پیشوا کی زندگی پر بہت ہی سوقیانہ انداز میں بحث کی گئی تھی۔ بدقسمت اور ناعاقبت اندیش آریوں نے بجائے اس کے کہ اس قادیانی اور فتنۂ قادیانیت کے موجد غلام احمد قادیانی کی زندگی اور شرانگیزیوں کو طشت ازبام کرتے مگر ان بدقسمتوں نے سیدالاولین والآخرین خاتم النبیین محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات بابرکات پر تیر ونشتر چلانے شروع کردیے۔ ستم بالائے ستم یہ کہ مرزائیوں کو مسلمانوں کی ایک شاخ اور حصہ سمجھ کر انہوں نے اپنی تمام تر نفرت اور دلی بغض وعداوت کا رخ مسلمانوں اور پیغمبر اسلام کی طرف مبذول کرلیا۔ آریوں کی اشتعال انگیزی اس پر جاکر رکی کہ انہوں نے خطرناک کتاب ’’رنگیلا رسول‘‘ نام سے شائع کردی۔ کتاب سے امت مسلمہ کی بہت ہی زیادہ دل آزاری ہوئی۔ مسلمان خون کے آنسو رودیے۔ عدالتی چارہ جوئی کی گئی۔ مگر ہائیکورٹ کے جج دلیپ سنگھ نے مذکورہ کتاب کے ناشر گستاخ رسول راجپال کو قانونی سقم کا فائدہ دیتے ہوئے بری کردیا کہ قانون میں داعیان مذہب کے تحفظ پر مبنی کوئی شق نہیں ہے۔ کوئی مسلمان اس فیصلہ کو کبھی بھی تسلیم نہیں کرسکتا تھا۔ چنانچہ اس گستاخ راجپال کے ناپاک وجود سے اس دھرتی کو پاک کرنے کے لئے خدا بخش نامی ایک شخص نے راجپال پر حملہ کیا۔ مگر گستاخ رسول حملہ میں بچ گیا اور غازی خدابخش کو چودہ سال سزا سنادی گئی۔ مگر مسلمانوں کے انتقام کی آگ ابھی ٹھنڈی نہیں ہوئی۔ ایک اور غیرت مند مسلمان عبدالعزیز نے حملہ کیا۔ مگر وہ بھی مراد کو پانہ سکا۔ اس گستاخ رسول کو بری کئے جانے کے بعد ایک جلسہ میں امیر

شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے اپنے ولولہ انگیز خطاب میں فرمایا: ''حضور اکرم ﷺ کی شان میں گستاخی کرنے والی زبان نہ رہے یا پھر سننے والے کان نہ رہیں۔'' دو آدمی قسمت آزمائی کر چکے تھے۔ تیسرے انسان کے مقدر کا ستارہ چمک اٹھا اور بالآخر غازی علم الدین نے مسلمانوں کے پیغمبر حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی شان اقدس میں گستاخی کے مرتکب کو واصل جہنم کر کے حضور پاک ﷺ کے روحانی فرزند ہونے کا ثبوت دے دیا۔

قادیانی فتنہ کے خلاف ۱۹۳۰ء میں تقسیم برصغیر سے پہلے لاہور میں حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کی خانقاہ پر پانچ صد جید علماء کرام و اکابر کا اجتماع ہوا جس میں سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کو امیر شریعت کا لقب دے کر جماعتی سطح پر تحفظ ناموس رسالت اور دفاع ختم نبوت کی ذمہ داری سونپ دی گئی۔ بس پھر کیا تھا شاہ جیؒ تھے اور حضور نبی مکرم ﷺ کی عزت و تکریم کا ترانہ تھا جس پر شاہ صاحب فرمایا کرتے تھے کہ: ''میری زندگی کا اکثر حصہ ریل اور جیل میں گزرا ہے۔'' تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء چلی۔ مرزا بشیر الدین محمود ۱۹۵۲ء میں بلوچستان کو قادیانی صوبہ بنانے کے خواب دیکھ رہا تھا۔ مگر شاہ صاحبؒ کی ایمانی بصیرت نے بھانپ لیا۔ چنانچہ آپ نے بھی برملا اور کھل کر اعلان کر دیا کہ ۱۹۵۳ء عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کا ہوگا۔ پھر چشم فلک نے دیکھا کہ ملک عزیز کے در و دیوار، کوچہ و بازار، ہر طرف صدا تھی: ''ختم نبوت زندہ باد، ختم نبوت زندہ باد'' امیر شریعتؒ اور ان کے گرامی قدر جاں نثاروں نے امت کے دلوں میں ایک ایسی آگ لگا دی تھی جو تھمنے کا نام نہیں لیتی تھی۔ آواز حق بلند ہوتی رہی۔ لوگ آتے گئے۔ قافلہ بنتا گیا اور گلشن بخاری پھلتا پھولتا گیا اور ایک دن ایسا تناور درخت بن گیا کہ اس کی شاخیں چہار دانگ عالم پھیل گئیں۔

۲۱ رمئی ۱۹۷۴ء تاریخ کا ایک اہم دن ہے۔ اس کے بعد ۲۹ رمئی ۱۹۷۴ء تحریک ختم نبوت کے آغاز کا دن ہے۔ قادیانیوں کی اشتعال انگیزی ان کی موت کا پیغام بن کر سامنے آئی۔ مسلمانوں کی ۹۰ سالہ محنت ثمر آور ہوئی، ختم نبوت کا بول بالا ہوا منکر ختم نبوت کا منہ کالا ہوا۔ قادیانیوں کو اسلامی جمہوریہ پاکستان کی اسمبلی نے غیر مسلم اقلیت قرار دے کر یہ فیصلہ کر دیا کہ قادیانی اسلام اور وطن کے غدار ہیں۔ ان کا ملت اسلامیہ سے کوئی تعلق اور واسطہ نہیں ہے۔

کارواں اپنی منزل کی طرف رواں دواں ہے۔ منزل ابھی مکمل نہیں ملی۔ ایک حد تک کامیابی اور کامرانی نے قدم چومے ہیں۔ ۱۹۸۴ء میں امتناع قادیانیت آرڈیننس نافذ ہوا کہ قادیانی شعائر اسلام استعمال نہیں کر سکتے۔ ۱۹۸۴ء سے لے کر ۱۹۹۳ء تک اور پھر اس کے بعد بھی لوئر کورٹ سے لے کر ہائی کورٹ تک اور ہائیکورٹ سے لے کر سپریم کورٹ آف پاکستان تک اور اسی طرح سپریم کورٹ شریعت اپیلٹ بینچ تک مسلمان کامیاب ہوئے۔ قادیانی رسوا ہوئے۔ یہاں تک کی چیدہ چیدہ کامیابیوں میں شاہ جیؒ کے بعد آپ کے رفیق سفر و حضر خطیب پاکستان حضرت مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ، مناظر اسلام مولانا لال حسین اخترؒ، مفکر ختم نبوت حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ، فاتح قادیان حضرت مولانا محمد حیاتؒ، شیخ الاسلام حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ، شیخ المشائخ حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ اور حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ جیسے قائدین نے جماعت کی قیادت کی۔

کاروانِ بخاریؒ کے موخر الذکر میر کارواں حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ بھی اسی سلسلۃ الذہب کی کڑی ہیں جنہوں نے تمام زندگی رب کریم کی ربوبیت کے پرچار، پیغمبر اسلام کے دین اور ناموس کی حفاظت اور

دفاع، گواہانِ محمد ﷺ کی وکالت پر اور فقہاامت کی ترجمانی کرتے ہوئے گزاردی۔ چناب نگر کی سرزمین ہو یا اسلام آباد کا ناموس رسالت کنونشن، لاہور شہیدان ناموس رسالت کی سرزمین پر انقلاب ختم نبوت کی صدا ہو یا روشنیوں کے شہر کراچی میں ناموس رسالت کے دفاع کی صدا، حق تعالیٰ نے ہر میدان میں کامیاب اور سرخرو کیا۔ کون فتح یاب ہوا چشم فلک نے دیکھا۔ قانون تحفظ ناموس رسالت کو ختم کرنے والے ختم ہوگئے۔ منکرین ختم نبوت قادیانیوں، مرزائیوں کا ساتھ دینے والے فنا ہوگئے۔ اسلام آباد کی سرزمین پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی طرف سے منعقد ہونے والی اے پی سی کانفرنس جو آپ کی صدارت میں منعقد ہوئی، جس کے لئے آپ نے اپنی طرف سے قائد ملت اسلامیہ حضرت مولانا فضل الرحمٰن کو کانفرنس کی صدارت پیش کی۔ تمام تر مذہبی وسیاسی جماعتوں نے حسب سابق عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پر اعتماد کرتے ہوئے دعوت شرکت کو قبول کیا جس کے بہترین نتائج مرتب ہوئے۔

حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ سابق امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو مجلس کی امارت کا گو بہت کم دورانیہ نصیب ہوا۔ مگر اس میں بھی آپ نے مجلس کی بہتری اور ترقی کے لئے کوئی کمی نہیں چھوڑی۔ ملتان مرکز میں شوریٰ کا اجلاس ہو یا ملک بھر میں تحفظ ختم نبوت کی کانفرنسز، مدارس کے پروگرام ہوں یا خانقاہوں میں اللہ اللہ کی صدائیں۔ آپ مجلس کی طرف سے شریک ہوتے اور سرپرستی فرماتے تھے۔

جب آپ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی امیر منتخب ہوئے تو آپ دفتر مرکزیہ ملتان تشریف لائے، چند مبلغین کے ہمراہ راقم بھی دست بوسی کے لئے حاضر ہوا۔ اسی نشست میں فرمانے لگے: ”آپ لوگوں نے میرے اوپر بہت بڑا بوجھ ڈال دیا ہے۔ میں اس بوجھ کو اٹھانے کا متحمل نہیں ہوں۔ میں تو ایک مدرس آدمی ہوں۔ ساری زندگی درس گاہوں میں گزاری ہے۔ دل کا مریض ہوں۔ مگر انشاء اللہ! اب میں مجلس کا پابند ہوں اور صرف مجلس کا ہوں۔ مجلس کا ہر حکم میرے لئے قابل قبول ہوگا۔ میں مجلس کے تمام فیصلوں کا پابند ہوں گا۔“

اس ناکارہ نے آپ سے بارہا ملاقات کی۔ آپ کی مجالس میں شرکت کا موقع ملا۔ مجھے جو چیز نمایاں اور اغلب نظر آئی۔ وہ آپ کی عاجزی، انکساری اور اپنے اسلاف پر اعتماد اور یقین ومحبت تھی۔ اکثر عمومی اور خصوصی مجالس میں اس بات پر بہت زور دیتے کہ اپنی تحقیق، تحقیق کی باتیں کم کیا کرو۔ اپنے بڑوں کی مان کر چلو۔ انشاء اللہ! خیر ہوگی اور غالب رہوگے۔ وگرنہ اسلاف بیزاری اور خود پسندی کے فتنہ میں ڈوب کر صرف اکیلے غرق نہیں ہوگے قافلہ بھی ڈوب جائے گا۔

حضرت امیر مرکزیہ”دفتر ختم نبوت کراچی تشریف لاتے تو یہاں کی رونقیں لوٹ آتیں، ماضی قریب کی یادیں تازہ ہوجاتیں۔ ایک وقت میں شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ، مجاہد اسلام ڈاکٹر مفتی نظام الدین شامزیؒ، شہید ختم نبوت مفتی محمد جمیل خانؒ، شہید وفا مولانا نذیر احمد تونسویؒ، شہید ختم نبوت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ جیسی نابغہ روزگار شخصیات جلوہ افروز رہتی تھیں اور آج ان کی یادوں کا گلشن صدا دے رہا ہے کہ آؤ دیکھو...... حضرت نے ان بہاروں کو تازہ کردیا۔ لوگ آتے، آپ کارکنانِ تحفظ ختم نبوت میں اپنی محبت وشفقت تقسیم فرماتے تھے اور انہیں اپنے اسلاف کے نقش قدم پر استقامت سے گامزن رہنے کی تلقین فرماتے تھے۔

فتنہ غامدیت اور فتنہ قادیانیت

قسط نمبر:2 مولانا عبداللہ معتصم

موافقت نمبر:۳

اہل اسلام کا نظریہ ہے کہ دجال معہود ایک کانا شخص یہودی النسل ہوگا اور یہودی اس کی اتباع کریں گے۔ آخرزمانے میں بڑا فتنہ برپا کرے گا۔ خدائی کا دعویٰ کرے گا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے اتر کر اسے قتل کریں گے اور یاجوج ماجوج دو مخصوص قومیں ہیں جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بددعا سے سب یک لخت مر جائیں گی۔ تمام جہاں میں تعفن اور ان کی لاشوں کی بدبو پھیل جائے گی۔ (الی آخر الحدیث مسلم ج۲ص۴۰۲)

جاوید غامدی اور مرزا قادیانی کا عقیدہ دجال اور یاجوج ماجوج کے بارے میں قریب قریب ایک جیسا ہے۔ مرزا قادیانی کہتا تھا۔''دجال عیسائی پادریوں کا گروہ ہے اور یاجوج ماجوج انگریز اور روس ہیں۔''

(ازالہ اوہام ص۴۹۶)

یاجوج ماجوج مغربی اقوام نصاریٰ ہیں۔ (حقیقت الوحی ص۳۹)

غامدی دجال اور یاجوج ماجوج کے حوالے سے اپنا نقطہ نظر بیان کرتے ہوئے لکھتا ہے:''نبی ﷺ نے قیامت کے قریب یاجوج ماجوج ہی کے خروج کو دجال کے خروج سے تعبیر کیا ہے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ یاجوج وماجوج کی اولاد یہ مغربی اقوال، عظیم فریب پر مبنی، فکر وفلسفہ کے علمبردار ہیں اور اسی سبب سے نبی ﷺ نے انہیں دجال (عظیم فریب کار) قرار دیا۔'' (بحوالہ غامدیت کیا ہے)

غامدی صاحب اور قادیانی نے دجال کے شخص معین ہونے کا انکار کیا۔ حالانکہ صحاح ستہ کی احادیث میں دجال کو شخص معین بتایا گیا ہے اور باقاعدہ اس کا حلیہ، جسامت اور قد کاٹھ کی صراحت کی گئی ہے۔

''عن عبادة بن الصامت انه حدثهم ان رسول اللہ ﷺ قال: انی قدحدثتکم عن الدجال حتی خشیت ان لا تعقلوا ان مسیح الدجال رجل قسیراً فحج جعد اعور ممسوح العین لیس بناتئة ولا حجراء فان لبس علیکم فاعلموا ان ربکم لیس باعور (ابوداؤد ج۲ ص۱۳۲، باب خروج الدجال)'' ﴿حضرت عبادہ بن صامتؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تحقیق میں نے تم کو دجال کے متعلق بہت کچھ بیان کیا۔ یہاں تک کہ میں ڈرا کہ تم سمجھ نہ سکو گے۔ تحقیق مسیح دجال ایک پستہ قد آدمی ہوگا جو ٹانگیں پھیلا کر چلے گا۔ گھنگریالے بال، کانا، ہموار آنکھ والا کہ زیادہ باہر نکلی ہوگی اور نہ پچکی ہوئی ہوگی۔ اگر تم کو اشتباہ ہو تو جان (کہ دجال کانا ہے اور) تمہارا رب کانا نہیں ہے۔﴾

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ نبی اکرم ﷺ صحابہ کرامؓ کو خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوگئے۔ آپ ﷺ نے حمد وثناء بیان کی جیسا کہ بیان کرنے کا حق ہے۔ پھر آپ ﷺ نے دجال کا تذکرہ کیا وار

فرمایا: ”انی انذر کموہ وما من نبی الا وقد انذر قومہ لقد انذر نوح قومہ ولکن ساقول لکم فیہ قولاً لم یقل نبی لقومہ اتعلمون انہ اعور وان اللہ لیس باعور (بخاری کتاب الجہاد)“ ﴿کہ میں تمہیں اس (دجال) سے ڈراتا ہوں۔ کوئی نبی ایسا نہیں گذرا جس نے اپنی قوم کو دجال سے ڈرایا نہ ہو۔ یقیناً حضرت نوح علیہ السلام نے بھی اپنی قوم کو دجال سے ڈرایا تھا۔ لیکن میں تمہیں دجال کے بارے میں ایک ایسی بات بتا رہا ہوں جو کہ کسی نبی نے اس سے پہلے اپنی قوم کو نہیں بتائی۔ تم جان لو کہ دجال کانا ہے اور (معاذ اللہ) اللہ سبحانہ وتعالیٰ کانا نہیں ہے۔﴾

صرف صحاح ستہ میں بہت ساری احادیث ہیں جو دجال کے شخص معین ہونے پر دلالت کرتی، اختصار کے پیش نظر صرف یہ دو ذکر کئے۔ مسلمانوں کے علاوہ عیسائی دنیا بھی جس دجال کو اپنی کتابوں کے حوالے سے جانتی ہیں وہ ایک معین شخص ہے نہ کہ صفت یا یاجوج ماجوج اور امریکہ، غامدی صاحب کو صاحب قرآن کی دجال کے حوالے سے یہ احادیث ماننی چاہئے۔ قادیانیوں کی طرح معقولیت کے ڈھکوسلوں اور ظاہر پرستی کے بھول بھلیوں میں پڑنے کی بجائے امت مسلمہ کے اجتماعی مؤقف کو تسلیم کر لینا چاہئے۔

موافقت نمبر:۴

امت مسلمہ کا عقیدہ ہے کہ جہاد کا مسئلہ جو قرآن، احادیث اور آثار میں بیان ہوا ہے بالکل برحق ہے۔ اس کا انکار نہیں کیا جا سکتا۔ قیامت تک فرض رہے گا۔ ”علی وجود الشرائط“ جہاد کے متعلق غامدی کا نظریہ اور مرزا غلام احمد قادیانی کا نظریہ سراسر مماثل ہے۔ دونوں جہاد کا انکار کرتے ہیں۔ جاوید غامدی لکھتے ہیں: ”انہیں (نبی کریم ﷺ اور صحابہؓ کو) قتال کا جو حکم دیا گیا اس کا تعلق شریعت سے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے قانون اتمام حجت سے ہے۔“ (میزان ص۲۶۴)

مزید لکھتے ہیں: ”یہ بالکل قطعی ہے کہ منکرین حق (کفار) کے خلاف جنگ اور اس کے نتیجے میں مفتوحین پر جزیہ عائد کر کے انہیں محکوم اور زیردست بنا کر رکھنے کا حق اب ہمیشہ کے لئے ختم ہو گیا ہے۔“ (میزان ص۲۷۰)

لوگوں کی تکفیر اور ان کے خلاف محض ان کے کفر کی وجہ سے جنگ اور اس کے نتیجے میں مفتوحین کو قتل کرنے یا ان پر جزیہ عائد کر کے انہیں محکوم اور زیردست بنا کر رکھنے کا حق بھی آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ کے دنیا سے رخصت ہو جانے کے بعد ہمیشہ کے لئے ختم ہو گیا ہے۔ قیامت تک کوئی شخص اب نہ دنیا کے کسی قدم پر اس مقصد سے حملہ کر سکتا ہے اور نہ کسی مفتوح کو محکوم بنا کر اس پر جزیہ عائد کرنے کی جسارت کر سکتا ہے۔ (ماہنامہ اشراق اگست ۲۰۰۹ء)

غامدی صاحب کی تحریر یہ ظاہر کرتی ہے کہ جہاد دور نبوت میں ہوا ہے۔ اس کے بعد اگر کسی مسلمان نے کچھ لوگوں کو غلطی سے کافر سمجھ کر ان کے خلاف جہاد۔ وقتال کیا یا ان سے مال غنیمت حاصل کیا۔ یا ان سے جزیہ وصول کیا تو ان کے یہ سارے کام غیر شرعی، غیر اخلاقی اور خلاف قرآن ہیں۔ اس لئے کہ دور نبوت کے بعد جہاد کی حقیقت نہ رہی۔ یہ محض جھگڑا اور تخریب کاری ہے۔ جہاد کے متعلق یہی نظریہ جاوید غامدی کے پیش رو مرزا قادیانی کا بھی تھا۔ اس نے کہا۔

اب چھوڑ دو اے دوستو جہاد کا خیال دین کے لئے حرام ہے اب جنگ اور قتال

نیز لکھتا ہے: ''یہ بات تو اچھی ہے کہ گورنمنٹ برطانیہ کی مدد کی جائے اور جہاد کے خراب مسئلہ کے خیال کو دلوں سے مٹایا جائے۔'' (اعجاز احمدی ص۳۳)

مرزا قادیانی نے انگریز سرکار کی خوشنودی کی خاطر جہاد کو حرام قرار دیا تھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ آج غامدی صاحب امریکہ، یورپی یونین، اسرائیل اور بھارت کی رضا اور تعاون حاصل کرنے کے لئے جہاد وقتال کے فریضے کا انکار کر رہے ہیں اور اسے حرام اور خلاف شرع قرار دے رہے ہیں۔ دیکھئے! کس قدر مشابہت اور مماثلت ہے۔ مرزا قادیانی اور جاوید غامدی کے درمیان کہ دونوں ہی بیک زبان جہاد کو حرام کہہ رہے ہیں۔ جہاد کی فرضیت اور یوم قیامت تک جاری رہنے کے قرآن کریم کی دو آیتیں اور ایک حدیث مبارکہ ملاحظہ فرمائیں۔

۱...... ''کتب علیکم القتال (بقرۃ:۲۱۶)'' ﴿اے مسلمانو! تم پر قتال (جہاد) فرض کیا گیا ہے۔﴾

۲...... ''قاتلوا اللذین لایؤمنون باالله ولا باالیوم الأخر (توبہ:۲۹)'' ﴿(اے مسلمانو!) تم لڑو ان اہل کتاب سے جو نہ اللہ پر ایمان رکھتے ہیں اور نہ آخرت کے دن پر جو ان چیزوں کو حرام نہیں سمجھتے۔ جنہیں اللہ اور اس کے رسول نے حرام قرار دیا ہے اور نہ سچے دین کو مانتے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ مغلوب ہو کر خود اپنے ہاتھوں سے جزیہ دیں اور چھوٹے (ذلیل) بن کر رہیں۔﴾

''عن ابی ھریرۃؓ قال قال رسول الله ﷺ: من مات ولم یغز ولم یحدث بہ نفسہ مات علیٰ شعبۃ من نفاق (صحیح مسلم)'' ﴿قادیانی فتنہ انگریزوں کے اشارے پر برپا کیا گیا تھا تا کہ مسلمانوں کے دل سے جذبہ جہاد کو ختم کیا جاسکے۔﴾

قادیانی ذریت انگریزوں کی نمک خواری کا پورا پورا حق ادا کیا اور جہاد کو حرام قرار دے دیا۔ آج کل جاوید غامدی صاحب وہی کام کر رہے ہیں۔ اپنے آقاؤں کی غم خواری اور نمک حلالی کر رہے ہیں۔

موافقت نمبر:۵

احادیث مبارکہ محدثین کی اصطلاح میں حضور ﷺ کے قول، فعل اور تقریر کو کہتے ہیں۔ احادیث مبارکہ کی گرانقدر امانت حضور ﷺ سے صحابہؓ، صحابہ کرامؓ سے تابعینؒ، تبع تابعینؒ کے اور پھر ہر دور میں ایک جماعت سے سینہ بہ سینہ ہم تک پہنچی ہے۔ غامدی صاحب نے دوسرے عقائد واعمال کی طرح احادیث پر بھی اپنا زہریلا پنجہ مارا ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں: ''نبی کریم ﷺ کے قول وفعل اور تقریر وتصویب کی روایتیں جو زیادہ تر اخبار آحاد کے طریقے پر نقل ہوئی ہیں اور جنہیں اصطلاح میں حدیث کہا جاتا ہے ان کے بارے میں دو باتیں ایسی واضح ہیں کہ کوئی صاحب علم انہیں ماننے سے انکار نہیں کر سکتا۔ ایک یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کی حفاظت اور تبلیغ واشاعت کے لئے کبھی کوئی اہتمام نہیں کیا۔ دوسری یہ کہ ان سے جو علم حاصل ہوتا ہے وہ کبھی علم یقین کے درجے تک نہیں پہنچتا۔ حدیث سے متعلق یہی دو حقائق ہیں جن کی بناء پر یہ ماننا تو ناگزیر ہے کہ اس سے دین میں کسی عقیدہ وعمل کا اضافہ نہیں ہوا۔'' (میزان:۶۸)

انکار حدیث کے لئے بطور مقدمہ کے غامدی صاحب نے جو دو دعوے پیش کئے وہ بالکل بے بنیاد اور مبنی

برجمل ہے۔ پہلی بات کہ آپ ﷺ نے احادیث کی حفاظت واشاعت کا اہتمام نہیں کیا۔ غلط اور بے اصل ہے۔ اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرامؓ کو احادیث سننے، ان کو حفظ کرنے اور ان کی کتابت وتحریر کرنے کی تاکید فرمائی اور ایسا کرنے والوں کے حق میں دعا فرمائی۔ اس طرح آپ ﷺ نے حفظ اور کتابت دونوں ذرائع سے کام لیتے ہوئے احادیث کی حفاظت اور ان کی تبلیغ واشاعت کا اہتمام فرمایا۔ حضرت زید بن ثابتؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ: ''نضر اللہ امرأ سمع منا حدیثاً فحفظہ حتیٰ یبلغہ غیرہ (ترمذی رقم:۲۶۵۶)'' ﴿کہ اللہ اس آدمی کو تروتازہ اور شاداب رکھے جس نے ہم سے کوئی حدیث سن کر یاد کر لی اور اسے دوسروں تک پہنچادیا۔﴾

اسی طرح آپ ﷺ نے فتح مکہ کے روز خطبہ ارشاد فرمایا۔ اس میں فرمایا: ''ویبلغ الشاہد الغائب (بخاری:۱۵۲)'' ﴿کہ ضروری ہے جو یہاں حاضر ہے وہ میری باتیں غائبوں تک پہنچائے۔﴾ صحابہ کرامؓ نے حضور ﷺ کے مذکورہ بالا ارشادات کی روشنی میں احادیث کا بہت بڑا ذخیرہ یاد کرلیا۔ اسے لکھ کر محفوظ کیا۔ اس پر عمل کیا اور اسے دوسروں تک پہنچادیا۔ مرزا قادیانی بھی احادیث مبارکہ کا انکار کرتا ہے۔ لیکن وہ ایک قدم بڑھ کر سخت بے ادبی کے الفاظ استعمال کر کے احادیث مبارکہ کی توہین بھی کرتا ہے۔ چنانچہ لکھتا ہے: ''میرے اس دعویٰ کی بنیاد حدیث نہیں بلکہ قرآن مجید اور وحی ہے جو میرے پر نازل ہوئی۔ ہاں تائیدی طور پر ہم وہ حدیثیں پیش کرتے ہیں جو قرآن شریف کے مطابق اور میری وحی کے معارض نہیں اور دوسری حدیثوں کو ہم ردی کی طرح پھینک دیتے ہیں۔''
(خزائن ج۱۹ص۱۴۰)

جاوید غامدی نے بھی احادیث کو ناقابل استدلال قرار دیا اور دین سے خارج قرار دیا اور مرزا قادیانی نے بھی ناقابل اعتبار گردانا۔ فرق صرف یہ کہ غامدی صاحب نے تمہید باندھ کر اور الفاظ کو گھما پھرا کر احادیث کی حجیت سے انکار کیا ہے اور مرزا قادیانی نے اپنے اخلاق کا مظاہرہ کر کے خوب دھڑلے سے انکار کیا۔

موافقت نمبر:۶

اہل اسلام اس بات پر متفق ہیں کہ حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے بعد اس دھرتی پر ہر انسانی آبادی میں جو طبقہ سب سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کا مورد بنا وہ حضرات صحابہ کرامؓ ہیں۔ قرآن پاک اس گروہ کو اللہ کی جماعت قرار دیتا ہے اور اللہ کی رضا کا سرٹیفکیٹ عطاء کرتا ہے۔ حضور ﷺ نے بھی اس جماعت کو ہدایت کے ستارے قرار دیا اور فرمایا۔ خبردار! ان کو اذیت پہنچانا مجھے اذیت پہنچاتا ہے۔

عمار خان ناصر جو علم وفضل کے افق پر سرتا سر سفر کرنے والے خاندان کے چشم وچراغ ہے، پھر بھی غامدی طرز فکر اور آزاد خیالی کے ترجمان ہیں اور اس کی اشاعت وترویج کے لئے اپنی صلاحیتیں پورے طور پر بروئے کار لائے ہوئے ہیں۔ اپنی کتاب ''حدود وتعزیرات'' میں لکھتے ہیں: ''صحابہؓ کا عورت کی نصف دیت پر اجماع کرنا زمانہ جاہلیت کے معاشرتی تصورات اور رسم ورواج سے متاثر ہونے کی بناء پر تھا۔'' (حدود وتعزیرات ص۱۰۵)

مزید لکھتے ہیں: ''اس معاشرے میں آپ ﷺ کے تربیت یافتہ اور بلند کردار صحابہؓ کے علاوہ منافقین اور

تربیت سے محروم کمزور مسلمانوں کی بھی ایک بڑی تعداد موجود تھی جو مختلف اخلاقی اور معاشرتی خرابیوں میں مبتلا تھی۔ اس طرح کے گروہوں میں نہ صرف پیشہ وارانہ بدکاری اور یارآشنائی کے تعلقات کی مثالیں پائی جاتی تھیں بلکہ اپنی مملوکہ لونڈیوں کو زنا پر مجبور کر کے ان کے ذریعے کسب معاش کا سلسلہ بھی جاری وساری تھا۔"

(مفتی عبدالواحد کی تنقیدات کا جائزہ ص۴۳)

عمار صاحب کی اس تحریر میں ہمیں اس پر ہرگز اعتراض نہیں کہ اس نے منافقوں کے لئے پیشہ وارانہ بدکاری اور یارآشنائی جیسے الفاظ استعمال کئے ہیں۔ اشکال اس بات کا یہ ہے کہ اس نے منافقین کے ساتھ "تربیت سے محروم کمزور مسلمان" کو بھی منافقین کے ساتھ ملایا ہے۔ حالانکہ حضور ﷺ کے دور میں بالفرض اگر کوئی مسلمان کمزور بھی ہے اس کی شان میں بھی ہم جیسوں کے لئے ایسے الفاظ استعمال کرنا سوءادب اور گستاخی ہے۔ اس لئے کہ اس دور میں جتنے مسلمان تھے ان کو رب تعالیٰ نے اپنی رضا کی سند دے دی تھی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اس جماعت پر طعن وتشنیع کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ، فرشتوں اور تمام انسانوں کی لعنت کا مستحق قرار دیا ہے۔ اسی لعنت کا مستحق مرزا قادیانی بھی ٹھہرا ہے۔ اس نے بھی صحابہ کرامؓ کے خلاف سوقیانہ اور توہین آمیز زبان کا استعمال کیا ہے۔ ایک دو نمونے ملاحظہ فرمائیں:

۱...... "ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) جو غبی تھا اور درایت اچھی نہیں رکھتا تھا۔" (اعجاز احمدی ص۱۸)

۲...... "ابوبکر وعمر کیا تھے وہ تو حضرت غلام احمد کے جوتیوں کے تسمے کھولنے کے لائق نہ تھے۔"

(ماہنامہ المہدی جنوری ۱۹۱۵ء)

موافقت نمبر:۷

اپنے پیش رو مرزا قادیانی کی طرح غامدی بھی قرآن کی من مانی تفسیر، الفاظ کو کھینچ تان کر اپنے مطلب کی بات نکالنے کی طاق میں ہیں۔ قرآن کی معنوی تحریف اور جمہور امت سے ایک الگ اعتزال کا راہ اپنانا اور ایک امتیازی رائے رکھنا اس کی عادت ثانیہ بن چکی ہے۔ "اسلام کے حدود وتعزیرات" پر اس کی خامہ فرسائی ملاحظہ فرمائیں۔

"موت کی سزا قرآن کی رو سے قتل اور فساد فی الارض کے سوا کسی جرم میں نہیں دی جاسکتی۔ اللہ تعالیٰ نے پوری صراحت کے ساتھ فرمایا ہے کہ ان دو جرائم کو چھوڑ کر، فرد ہو یا حکومت، یہ حق کسی کو حاصل نہیں کہ وہ کسی شخص کی جان کے درپے ہو اور اسے قتل کر ڈالے۔"

(سورۃ) مائدہ میں ہے: "من قتل نفساً بغیر نفس او فسادٍ فی الارض فکانما قتل الناس جمیعاً " ﴿جس نے کسی کو قتل کیا اس کے بغیر کہ اس نے کسی کو قتل کیا ہو، یا زمین میں فساد برپا کیا ہو تو اس نے گویا سب انسانوں کو قتل کیا۔﴾ (میزان ص۲۸۳)

محولہ بالا عبارات میں غامدی صاحب نے یہ مغالطہ اور فریب دیا کہ سورۃ المائدہ کی پوری آیت نہیں لکھی۔ کیونکہ اگر وہ پوری آیت لکھ دیتے تو اس سے وہ اپنا من پسند مفہوم کشید نہیں کر سکتے تھے۔ اس لئے انہوں نے مذکورہ آیت کا صرف اتنا حصہ لکھا جس سے ان کو اپنا خود ساختہ مفہوم نکالنے میں آسانی ہو۔ دراصل مذکورہ آیت کے

مضمون کا تعلق بنی اسرائیل کے ساتھ ہے۔ اسلامی حدود وتعزیرات سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔ سورۃ مائدہ کی اس آیت کی جو تفسیر غامدی نے کی ہے اس کے استاذ امین حسن اصلاحی سمیت امت میں کسی عالم نے یہ تفسیر نہیں کی۔ کسی نے اس کو حدود وتعزیرات کا ماخذ نہیں سمجھا۔ جاوید غامدی جمہور امت کی کی گئی تفسیر میں غلطیاں نکال رہا ہے۔ جس طرح مرزا قادیانی اپنے بارے میں کہتا ہے: ''میں قرآن کی غلطیاں نکالنے آیا ہوں جو تفسیروں کی وجہ سے واقع ہوگئی ہیں۔'' (ازالۃ الاوہام ص۲۸۸)

اسی طرح سورۃ الفیل کی بھی غامدی صاحب نے وہ تفسیر کی ہے جو سلف سے خلف تک کسی مفسر نے نہیں کی۔ ملاحظہ ہو البیان ص۲۳۹۔

موافقت نمبر:۸

اہل علم ودانش جانتے ہیں کہ سلف وخلف کے تمام مفسرین کے نزدیک سورۃ نصر مدنی ہے اور اس کے مدنی ہونے پر سب کا اتفاق واجماع ہے۔ جناب جاوید غامدی نے امت سے امتیازی رائے رکھنے کی قسم کھائی ہے۔ یہاں بھی اس کا راستہ وہ ہے جو امت میں سوائے مرزائیوں کے بعض مفسرین کے کسی نے نہیں رکھا۔ غامدی صاحب کا اصرار ہے کہ سورۃ نصر مکی ہے۔ اپنی تفسیر ''البیان'' میں لکھتے ہیں: ''سورۃ کافرون کے بعد اور لہب سے پہلے یہاں اس سورۃ (النصر) کے مقام سے واضح ہے کہ سورۃ کوثر کی طرح یہ بھی، ام القریٰ مکہ میں رسول اللہ ﷺ کی دعوت کے مرحلہ ہجرت وبرأت میں آپ ﷺ کے لئے ایک عظیم بشارت کی حیثیت سے نازل ہوئی۔'' (البیان ص۲۵۲)

اسی بات کو دوسرے مقام پر مختصر اور واضح طور پر یوں فرماتے ہیں: ''ساتواں باب سورۃ ملک سے شروع ہوکر سورۃ الناس پر ختم ہوتا ہے۔ اس میں آخری دو معوذتین مدنی اور باقی سب مکی ہیں۔'' (البیان ص۶)

سورۃ نصر کے بارے میں یہی رائے مرزائیوں کے لاہوری گروپ کے بانی مولوی محمد علی کی بھی ہے۔ اپنی تفسیر ''بیان القرآن'' میں لکھتے ہیں: ''سورۃ کا نام نصر ہے۔ اس میں تین آیتیں ہیں۔ اس کو مکی سورتوں کے مجموعہ میں شامل کیا جاتا ہے۔'' (بیان القرآن جلد سوم، سورۃ النصر)

حضرت مولانا سعید احمد بہاولنگریؒ ...... تعارف وتذکرہ

مولانا محمد قاسم رحمانی

ہردلعزیز شخصیت، مشفق، مہربان، اخلاق حمیدہ، اوصاف جمیلہ، علم وحلم کے پیکر، حضرت مولانا سعید احمد جنرل سیکرٹری ختم نبوت بہاولنگر طویل عرصہ علیل رہنے کے بعد خالق حقیقی سے جاملے۔ انا ﷲ وانا الیہ راجعون! ۱۹۶۴ء میں بہاولنگر محلہ نظام پورہ میں حضرت مولانا عبدالخالق صاحب نور اللہ مرقدہ کے گھر پیدا ہوئے۔ عصری تعلیم میٹرک تک بہاولنگر میں حاصل کی۔ دینی تعلیم کے لئے ملک عزیز کی عظیم دینی یونیورسٹی جامعہ خیرالمدارس ملتان میں داخلہ لیا۔ ابتداء سے دورہ حدیث تک تعلیم مکمل کی۔ ۱۹۸۵ء میں فراغت کے بعد بہاولنگر میں اپنا کاروبار شروع کیا۔ عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے مجلس تحفظ ختم نبوت کے پلیٹ فارم پر کام شروع کیا اور رات دن ایک کردیا۔ ۱۹۸۷ء میں آپ کو مجلس تحفظ ختم نبوت کا جنرل سیکرٹری متعین کیا گیا۔ جماعتی کام کو کاروبار پر ترجیح دیتے تھے۔ حاصل پور کی ایک قریشی فیملی میں شادی ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے دو بیٹے حافظ محمد خبیب سعید، حافظ محمد اسامہ سعید اور دو بیٹیاں دیں۔ مولانا سعید احمد ؒ خوبصورت اور نیک سیرت انسان تھے۔ ختم نبوت جماعت اور جماعت کے اکابرین سے والہانہ محبت تھی۔ اکابرین ختم نبوت بھی آپ کو محبت کی نظر سے دیکھتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ آپ کو فوت ہونے سے تین سال پہلے رحمت عالم ﷺ کا دیدار ہوا۔ آنحضرت ﷺ کے ساتھ علماء کا قافلہ ہے۔ آقا ﷺ تشریف لارہے ہیں۔ مولانا فرماتے تھے کہ کتنے خوش نصیب ہیں وہ علماء جو آقائے دوجہاں ﷺ کے ساتھ تھے۔ آپ اپنے بیٹوں کو ہمیشہ یہی وصیت کرتے تھے کہ بیٹا ختم نبوت جماعت کے ساتھ وابستہ رہنا۔ دفتر ختم نبوت کے ساتھ رابطہ رکھنا۔ اکابرین ختم نبوت سے دعائیں لینا۔ راقم الحروف ۱۹۹۹ء میں بہاولنگر عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کا کام کرنے کے لئے حاضر ہوا۔ ناظم اعلیٰ حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری صاحب دامت برکاتہم کا خط مولانا سعید احمد کو دیا۔ خط پڑھ کر فرمانے لگے اکابرین کا حکم ہے۔ آپ نے اپنی تمام تر صلاحیتیں عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے صرف کریں۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن نجات اور شفاعت کا ذریعہ بنائے گا۔ کچھ عرصہ بعد راقم کو کہنے لگے جب تک میں ہوں آپ میرے ساتھ رہیں گے۔ میری منشاء کے مطابق کام ہورہا ہے۔ اکثر دفتر تشریف لے آتے۔ کارکردگی سنتے خوش ہوتے۔ جماعت کا ذاتی دفتر نہیں تھا۔ راقم نے کوشش کی اللہ تعالیٰ نے اکابرین ختم نبوت کی دعاؤں کا صدقہ جماعت کو ذاتی دفتر دیا۔ اگست ۲۰۱۴ء میں دفتر خرید اگیا۔ مولانا کی خوشی کی انتہاء نہیں تھی۔ بیماری کے باوجود بیٹے کے ساتھ تشریف لائے۔ ہر کام اپنی نگرانی میں کرایا۔ دفتر میں

مرمت کا کام شروع ہوا تو دفتر میں آکر لیٹ جاتے۔ راقم سے بھائیوں کی طرح پیار تھا۔ ہم مزاج ہونے کی وجہ سے جو کام کرتے اللہ تعالیٰ خیر و برکت نازل فرمادیتے۔

راقم نے گردے کا آپریشن کروایا۔ مولانا دن میں دو تین دفعہ فون کرتے۔ آپریشن کے بعد کام شروع ہوا تو راقم کو فرماتے تھے۔ آپ کے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں۔ ان پر ترس کریں۔ اپنی صحت کا خیال رکھیں کام ہوتے رہیں گے۔ خود بیماری کے باوجود بھی جماعتی کام کرتے تھے۔ انتھک انسان تھے۔ کارکنوں کے ساتھ اتنی محبت تھی جتنی اولاد کے ساتھ ہوتی ہے۔ فرماتے تھے یہ بہت خوش نصیب انسان ہیں، عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کا کام کرتے ہیں۔ ان کی شبانہ روز محنتوں کا صلہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہماری پچیس سالہ آرزو پوری کی۔ ہمیں دفتر مل گیا۔ آپ کو کئی ایک عوارض لاحق ہوگئے۔ لاہور اور پھر نشتر میں علاج ہوتا رہا۔ بھائیوں نے علاج میں کوئی کمی نہ آنے دی۔

مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی

دسمبر۲۰۱۴ء نشتر میں تھے۔ فوت ہونے سے پہلے بڑے بھائی حاجی محمد احمد صاحب کو بلایا اور تین مرتبہ کلمہ پڑھ کر کہنے لگے۔ میرے کلمہ کے گواہ رہنا۔ مجھے گھر لے چلو۔ میرے پاس شام آٹھ بجے تک وقت ہے۔ مجھے اشارہ مل گیا ہے۔ جو لینے آئے تھے انہوں نے شام آٹھ بجے کا وقت دیا ہے۔ گھر روانہ ہوئے۔ گاڑی میں جتنے احباب تھے سب کو سورۃ یٰسین شریف پڑھنے کو کہا۔ ٹھیک آٹھ بجے اللہ کو پیارے ہوگئے۔ صبح دس بجے جامع العلوم عیدگاہ بہاولنگر میں جنازہ ہوا۔ شہید ختم نبوت حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی ؒ کے داماد حضرت مولانا مفتی خلیق احمد نے جنازہ پڑھایا۔ تمام شعبہ زندگی سے تعلق رکھنے والے افراد نے شرکت کی۔ مولانا کا چہرہ چمک رہا تھا۔ مسکراہٹ تھی۔ حضرت ناظم اعلیٰ نے سنا تو فرمایا۔ مولانا دنیا میں اکابرین ختم نبوت کے ساتھ تھے۔ جنت میں اکابرین ختم نبوت کے ساتھ ہوں گے۔ بہاولنگر قریش کالونی قبرستان میں والدہ مرحومہ کے قدموں میں تدفین ہوئی۔ وفات کے بعد راقم الحروف کو ملے تو ہم ختم نبوت کے کام کے لئے سفر کررہے تھے۔ مجھے مولانا کہتے ہیں وقت تھوڑا ہے جلدی کریں۔ چھوٹے بیٹے حافظ محمد اسامہ سعید کو ملے تو فرمایا میں حج کر کے سعودیہ سے آیا ہوں۔ چچازاد بھائی کو ملے، کو فرمایا میں جمعہ پڑھانے آیا ہوں۔ سفید عربی جبہ پہنے ہوئے ہیں۔

مرکز کی طرف سے حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا محمد اسحق ساقی اور مبلغ بہاولنگر، محمد قاسم نے مولانا سعید احمد صاحب ؒ کے بھائیوں سے مولانا کے گھر تعزیت کی اور مولانا کی یاد میں تعزیتی کانفرنس کی۔ مولانا کی خدمات دینیہ کو خراج تحسین پیش کیا گیا۔ بہاولنگر جدید دفتر مولانا کی حسنات میں صدقہ جاریہ ہے۔ اللہ تعالیٰ مولانا کو جنت الفردوس میں جگہ عطاء فرمائیں۔ پسماندگان کو صبر جمیل عطاء فرمائیں۔ آمین!

حضرت مولانا بشیر احمد شاہ جمالیؒ

مولانا عبداللہ

ڈیرہ غازیخان مردم خیز خطہ ہے قدرت نے یہاں علم وعمل اور رشد وہدایت کے کئی آفتاب عالم تاب پیدا کئے۔ مولانا محمد صدیق حاجی پوری علامہ دوست محمد قریشی، مولانا سید نور الحسن شاہ بخاری، علامہ محمد عبدالستار تونسوی، مولانا عبدالحئی جامپوری، قاضی عبیداللہ، مولانا احسان الحق تونسوی ایسے بیسیوں علماء صلحاء، اتقیا اسی خطہ میں پیدا ہوئے اور ایسی گرانقدر دینی، ملی مذہبی اور سماجی خدمات سرانجام دیں کہ ایک زمانہ ان کا معترف ہے۔ انہی نابغہ روز گار ہستیوں میں ایک معروف نام شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کے تلمیذ رشید اور خلیفہ مجاز فاضل دیوبند، حضرت مولانا عطا محمد شاہ جمالیؒ کا ہے جو اپنے وقت کے شیخ کامل صاحب بصیرت اور درس وتدریس کے امام تھے جن کے تلامذہ کی طویل فہرست ہے۔ جامعہ خیر المدارس کے معروف بزرگ استاد مکرم مولانا منظور احمد کا شمار حضرت کے تلامذہ میں ہوتا ہے۔

حضرت ایک عرصہ تک ملتان کے علاقہ میں درس وتدریس اور معرفت الٰہی سے خوش نصیب انسانوں کو فیض یاب فرماتے رہے۔ بعدازاں اپنے آبائی علاقہ میں علوم معرفت سے اہل علاقہ اور دور دراز سے آنے والوں کو مستفید فرمایا۔ حضرت کو اللہ تعالیٰ نے تین فرزندار جمند عطا فرمائے۔ ابھی حضرت کے فرزند نوعمر ہی تھے کہ حضرت اس جہان فانی سے عالم بقا کی طرف رحلت فرما گئے۔ حضرت مرحوم کی بیوہ دام ظلہا نے اپنے یتیم بیٹوں کی تعلیم وتربیت کا اہتمام فرمایا اور بیوگی کے باوجود ہمت وحوصلہ صبر واستقامت کے ساتھ اپنے بیٹوں کو زیور تعلیم وتربیت سے ایسا آراستہ کیا کہ وہ وقت کے معروف اور ممتاز مدرس، مربی اور شیخ ثابت ہوئے۔ حضرت مرحوم کے دو فرزندان گرامی ولی کامل استاذ العلماء حضرت مولانا رشید احمد شاہ جمالی اور جامع شریعت وطریقت مولانا بشیر احمد شاہ جمالیؒ نے اپنی تعلیم وتربیت جامعہ خیر المدارس ملتان میں استاذ العلماء حضرت مولانا خیر محمد جالندھری اور دیگر ممتاز اساتذہ کرام کے زیر شفقت مکمل فرمائی اور حضرت کے تیسرے فرزندار جمند کا نام حضرت نے اپنے شیخ کے نام پر تبرکا وتیمنا حسین احمد رکھا۔ انہوں نے جامعہ قاسم العلوم ملتان سے سند فراغت حاصل کی۔

مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا صوفی اللہ وسایا جو کہ حضرت مولانا رشید احمد شاہ جمالی کے ہمدرس ساتھی تھے فرماتے تھے کہ جب ہم جامعہ خیر المدارس میں پڑھتے تھے تو مولانا رشید احمد شاہ جمالی فرماتے تھے تدریس سے فراغت کے بعد ہم بہت بڑا مدرسہ بنائیں گے۔ صوفی صاحب مرحوم فرماتے تھے کہ ہم مولانا رشید احمد کی یہ بات سن کر حیران رہ جاتے تھے کہ یہ بڑا مدرسہ کیسے بنائیں گے۔ لیکن پھر دنیا نے دیکھا کہ تونسہ کے نزدیک مولانا رشید احمد اور مولانا بشیر احمد نے جامعہ عطاء العلوم کے نام سے ایسا معروف ادارہ قائم فرمایا جس نے انتہائی قلیل عرصہ میں چاردانگ عالم میں شہرت حاصل کرلی۔ دونوں بھائیوں نے انتہائی اخلاص کے ساتھ اپنی خداداد صلاحیتوں کو بروئے

کار لاتے ہوئے شب روز کی محنت شاقہ سے درس وتدریس کے میدان میں وہ مقام حاصل کیا کہ مفکر اسلام مولانا مفتی محمودؒ نے اپنے فرزندار جمند مولانا عطاالرحمٰن جو دو مرتبہ قومی اسمبلی کے ممبر منتخب ہو کر وفاقی وزیر بھی رہ چکے ہیں۔ اور حالیہ دنوں ایوان بالا سینٹ آف پاکستان کے ممبر منتخب ہوئے ہیں کو حصول تعلیم کے لئے جامعہ عطاء العلوم شاہ جمال داخل کرایا۔ اسی طرح امام السلاطین مولانا ڈاکٹر سید محمد عبدالقادر آزاد نے اپنے فرزندار جمند مولانا سید عبد المعبود آزاد کو جامعہ عطاء العلوم شاہ جمال سے تعلیم دلوائی۔ وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے صدر شیخ الحدیث مولانا سلیم اللہ خان نے جامعہ عطاء العلوم کا دورہ کیا۔ مولانا بشیر احمد شاہ جمالی کی تدریسی خدمات ومصروفیات اور شب وروز درس وتدریس دیکھ کر تحسین فرمائی۔ مولانا بشیر احمد شاہجمالی نے چوبیس گھنٹوں میں بائیس اسباق بھی پڑھائے۔

یہ حضرت کا علمی انہاک تھا۔ حضرت سید احمد شہید فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ اپنے خاص بندوں کے اوقات میں برکت رکھ دیتے ہیں۔ یہ بات حضرت نے ولیمے کی ایک تقریب میں ارشاد فرمائی اور پھر دلیل کے طور پر فرمایا ہمارے ساتھی شاہ محمد اسماعیل نماز عصر کے بعد قرآن مجید کی تلاوت شروع کرتے ہیں اور مغرب تک پورا قرآن مجید ختم کر لیتے ہیں۔ اس پر اہل مجلس نے اس کے مشاہدہ کی خواہش کی تو نماز عصر کے بعد شاہ صاحب نے دریائے گومتی کے پل پر قرآن مجید کی تلاوت شروع کی اور مغرب تک پورا قرآن مجید سامعین کو سنا دیا۔ مولانا بشیر احمد شاہ جمالی کے اوقات میں بھی اللہ تعالیٰ نے برکت رکھ دی تھی۔ درس وتدریس کے ساتھ ساتھ مولانا رشید احمد شاہ جمالی نے قدوۃ السالکین حضرت خواجہ علی المرتضیٰؒ کے ساتھ بیعت وسلوک کا رشتہ قائم کیا اور قلیل عرصہ میں سلوک وتصوف کی منازل طے کر کے اپنے شیخ سے خلعت خلافت حاصل کی اور اب ایک عرصہ سے ڈیرہ غازیخان شہر میں بنین وبنات کے معروف ادارے قائم فرما کر درس وتدریس اور معرفت الٰہی کا فیض پھیلا رہے ہیں۔ آپ نے شہر کے تعلیم یافتہ طبقہ پروفیسرز ڈاکٹرز، وکلاء، انجینئرز کیلئے ہفتہ وار درس قرآن مجید کا سلسلہ بھی شروع فرما رکھا ہے جس سے سینکڑوں حضرات مستفید ہو رہے ہیں۔ جمعرات کو بعد نماز مغرب اپنے شیخ کی مسجد میں ذکر ومراقبہ اور بیان اور جمعۃ المبارک کو اپنی عظیم الشان جامع مسجد میں ذکر ومراقبہ اور بیان کا معمول بھی جاری ہے۔

جامع شریعت وطریقت حضرت مولانا بشیر احمد شاہ جمالیؒ نے بیعت وسلوک کا رشتہ مرشد عالم حضرت مولانا حافظ غلام حبیب نقشبندیؒ سے قائم کیا۔ آپ نے بھی قلیل عرصہ میں حضرت مرشد عالمؒ سے خلعت خلافت حاصل کر لی۔ آپ فنافی الشیخ تھے۔ آپ کا شمار اپنے شیخ کے اجل خلفاء میں ہوتا ہے۔ اپنے شیخ کی وفات کے بعد شیخ کے سلسلہ کو وسعت دینے میں آپ نے مثالی کردار ادا کیا۔ ملک بھر میں سلسلہ کے فروغ کے لئے شب وروز محنت فرمائی اور تصوف وسلوک اور دعوت وارشاد کے ذریعہ ہزاروں عوام وخواص کی اصلاح فرمائی۔

آپ نے زندگی بھر درس قرآن مجید کا سلسلہ جاری رکھا اس سلسلہ میں آپ ڈیرہ غازیخان میں ایک عرصہ تک درس قرآن مجید کے لئے تشریف لاتے رہے۔ آپ متبع سنت تھے۔ اپنے روزمرہ معمولات تا دم آخر سنت نبوی ﷺ کے مطابق سرانجام دیتے رہے۔ آپ نے جامعہ عطاء العلوم کے ساتھ جامعہ عائشہ صدیقہ للبنات بھی قائم

فرمایا۔ڈیرہ غازیخان میں شکور آباد کالونی میں بھی مسجد اور مدرسہ قائم فرمایا۔آپ سال میں ایک مرتبہ جامعہ عطاء العلوم شاہ جمال میں عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس منعقد کرتے جس میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے اکابرین اور ملک وملت کے ممتاز اور نامور علماء کرام کو مدعو فرماتے۔سال میں ۳روزہ روحانی تبلیغی اصلاحی اجتماع بھی منعقد فرماتے۔ یہ فقید المثال اجتماع شب وروز جاری رہتا جس میں علماء عوام الناس کو اپنے بیانات وارشادات سے مستفید فرماتے۔ ڈیرہ غازیخان میں بھی اپنے شکور آباد کے ادارہ میں ایک عرصہ تک اجتماع منعقد فرماتے رہے۔

ایک عرصہ سے علیل تھے۔صرف ایک گردہ کام کر رہا تھا۔اس کے باوجود اندرون وبیرون کے اسفار جاری رکھے۔اسی علالت کے دوران چند سال قبل سانحہ گوجرہ کے ایام میں اپنے خلف الرشید مولانا مفتی محمد احمد شاہ جمالی کے ساتھ گوجرہ تشریف لے گئے۔بیان فرمایا مسجد سے باہر تشریف لائے تو اپنے فرزند ارجمند سمیت گرفتار ہو گئے۔اس موقع پر آپ نے عظمت قرآن مجید کے موضوع پر درس دیا تھا۔کیونکہ انہی ایام میں گوجرہ کے عیسائیوں نے شادی کی ایک تقریب میں رقص وسرود کا مظاہرہ کرنے والی پارٹی کو نعوذ باللہ قرآن مجید کے ٹکڑوں میں پیسے لپیٹ کر دیئے۔مسلمان بھی اس تقریب میں موجود تھے۔جب مسلمانوں نے عیسائیوں کی یہ حرکت دیکھی تو وہ مشتعل ہو گئے اور متعدد عیسائیوں کو قرآن مجید کی توہین کے ارتکاب پر قتل کر دیا۔عیسائی ایک عرصہ سے وطن عزیز میں توہین قرآن مجید اور توہین رسالت کے دانستہ طور پر مرتکب ہو رہے ہیں جس سے مسلمانوں کا مشتعل ہونا ایک فطرتی امر ہے۔مولانا بشیر احمدان حالات کے باوجود ایفائے عہد کے لئے گوجرہ تشریف لے گئے۔گرفتار ہوئے اور چالیس دن تک اسیر رہے۔انہی دنوں آپ کے شاگرد رشید مولانا عطاالرحمن وفاقی وزیر سیاحت تھے۔مولانا فضل الرحمن قاری محمد حنیف جالندھری ملک وملت کے دیگر نامور علماء بالخصوص آپ کے برادر کبیر مولانا رشید احمد شاہ جمالی اور مولانا محمد اقبال رشید نے انتھک کوشش کر کے آپ کو رہائی دلوائی۔

مولانا مرحوم احقر کے ساتھ انتہائی محبت وشفقت فرماتے۔دینی اجتماعات کے سلسلہ میں مشاورت فرماتے۔ ڈیرہ غازیخان کے اکثر اجتماعات احقر کی مشاورت سے منعقد فرماتے۔فقیہ العصر حضرت مولانا مفتی عبدالستار کی وفات کے بعد ڈیرہ غازیخان میں تاریخ ساز تعزیتی اجتماع منعقد فرمایا۔اپنے تمام اکابرین کے ساتھ انتہائی محبت وعقیدت فرماتے۔زندگی بھر علامہ محمد عبدالستار تونسویؒ، مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ کو اپنے اجتماعات میں دعوت دیتے رہے۔علامہ تونسویؒ کی وفات کے بعد حضرت کے صاحبزادگان بالخصوص مولانا محمد عمر فاروق تونسوی کو مدعو فرماتے رہے۔

۱۱ربیع الثانی ۱۴۳۶ھ بمطابق ۳جنوری ۲۰۱۵ء ملتان میں وفات پائی۔اسی تاریخ کو پہلا جنازہ جامعہ خیر المدارس ملتان میں ہوا۔اگلے دن جامعہ عطاء العلوم کے جنوبی جانب ایک کاٹن فیکٹری کے وسیع وعریض میدان میں حکیم العصر مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ نے نماز جنازہ پڑھائی۔لاکھوں افراد نے نماز جنازہ ادا کی۔بستی شاہ علی کے آبائی قبرستان میں اپنے والد ماجد کے پہلو میں آسودہ خاک ہو گئے۔آپ کے جانشین مولانا اسعد حبیب شاہجمالی نے اپنے والد ماجد کی درخشندہ روایات کو برقرار رکھتے ہوئے ۲۳جنوری کو عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس منعقد کرائی ۱۰،۹،۸،اپریل کو سالانہ سہ روزہ روحانی اجتماع منعقد کرنے کا اعلان کیا ہے۔

دو اہم فیصلے

خالد مسعود ایڈووکیٹ

ضلع چکوال کی تحصیل تلہ گنگ کے گاؤں جھاٹلہ میں ایک شخص غلام ربانی ولد میراں بخش نے اپنی بیٹی نازیہ پروین کا نکاح طاہر آباد داخلی چناب نگر ضلع چنیوٹ کے رہائشی نوجوان معز الرحمان ولد ساجد حمید قادیانی سے مورخہ ۱۲ ستمبر ۲۰۱۴ء کو کر دیا۔ اہل علاقہ کو جب اس بات کا علم ہوا تو لوگوں کے اندر کافی اشتعال پیدا ہوا اور مقامی لوگوں نے غلام ربانی اور اس کی فیملی کا سماجی بائیکاٹ کر دیا۔ جبکہ جھاٹلہ شہر کے دیوبندی اور بریلوی مکتبہ فکر کے علماء نے اس معاملہ پر اہل علاقہ کو مذکورہ فیملی کے بائیکاٹ کے بارے میں کہا۔ اس واقعہ سے غلام ربانی اور اس کے رشتہ دار کافی پریشان ہوئے اور انہوں نے کہا کہ ہم توبہ کرتے ہیں اور طاہر آباد کے اپنے عزیزوں اور دیگر قادیانیوں سے لاتعلقی کا اعلان کرتے ہیں۔

مورخہ ۲۳ ستمبر ۲۰۱۴ء کو بعد از نماز عصر جامع مسجد عثمان جھاٹلہ میں ایک مشاورتی اجلاس ہوا۔ جس میں تلہ گنگ سے مولانا عبدالرحمٰن انور امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، ملک خالد مسعود ایڈووکیٹ، ناظم ملک طارق محمود ایڈووکیٹ، مولانا خالد فاروق جرار، قاری محمد زبیر، مولانا فیض الرحمٰن جبکہ جھاٹلہ سے دیوبندی مکتبہ فکر کے مولانا عمر عثمانی، مولانا ضیاء الحسنین، مفتی شاہد عقیل اور دیگر علمائے کرام جبکہ بریلوی مکتبہ فکر کے مولانا صابر ایوب، پیر سلطان شمس العارفین، مفتی محمد سلیم رضوی وغیرہ نے شرکت کی۔ بعد از نماز مغرب جامع مسجد جھاٹلہ عوام کا ایک اجتماع ہوا جس میں دونوں اطراف کے علماء نے خطاب کیا۔ جبکہ غلام ربانی اس کا بیٹا مشتاق احمد اور دیگر رشتہ دار موجود تھے اور ان کی خواتین مسجد کے ساتھ مفتی محمد سلیم کے گھر موجود تھیں۔ غلام ربانی اور اس کی فیملی نے سب کے سامنے توبہ کی۔ تجدید ایمان کیا اور درج بالا بیان حلفی لکھ کر اس پر دستخط کر کے دیئے۔

غلام ربانی ولد میراں بخش ذات موچی ساکن جھاٹلہ تحصیل تلہ گنگ کا ہوں اور حلفاً اقرار کرتا ہوں کہ میں اور میری زوجہ بخت نور، مشتاق احمد، اشفاق ربانی پسران، نازیہ پروین دختر۔ حضرت محمد ﷺ کو اللہ کا آخری نبی مانتے ہیں اور آپ ﷺ کے بعد کسی بھی شخص کو نبی نہیں مانتے۔ آپ ﷺ کے بعد جو بھی شخص نبوت کا دعویٰ کرے چاہے وہ مرزا غلام احمد قادیانی ہو اس کو کذاب، دجال، لعنتی اور کافر مانتے ہیں اور جو بھی مرزا غلام احمد قادیانی کو مسلمان سمجھے گا اس کو بھی کافر مانتے ہیں۔ ہم سب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر زندہ اٹھا لینے کے قائل ہیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمانوں پر زندہ ہیں اور قیامت کے نزدیک زمین پر بحیثیت آپ ﷺ کے امتی کے نازل ہوں گے۔ نیز میری دختر نازیہ کا نکاح مسمی معز الرحمٰن قادیانی سے ہوا۔ جبکہ میری دختر مسلمان ہے۔ شریعت کے مطابق نکاح نہیں ہو سکا اور نکاح باطل ہے۔ اس کی بابت قانونی کارروائی بھی کریں گے۔ نیز آج کے بعد ہمارا اپنی برادری سابقہ مسمیان ساجد حمید، معز الرحمٰن، مطیع الرحمٰن پسران منظور الٰہی، ناصر علی پسران نور الٰہی، حاکم نور، زوجہ ساجد حمید، رحمت نور، زوجہ مولا

بخش وغیرہ جوکہ قادیانی ہیں ان سے کوئی تعلق واسطہ نہ ہوگا۔ آج کے بعد کوئی بھی قادیانی ہمارے گھر داخل نہ ہوگا اور نہ ہی ہم لوگ کسی بھی قادیانی کے گھر جائیں گے۔ اہل دیہہ کے سامنے تحریر ہذا کردی ہے۔

العبد............غلام ربانی ولد میراں بخش	العبد............بخت نور زوجہ غلام ربانی
العبد............مشتاق احمد ولد غلام ربانی	العبد............نازیہ دختر غلام ربانی

گواہ شد

(۱)مفتی محمد سلیم رضا رضوی،(۲)مولانا عبیدالرحمن انور،(۳)مولانا صابر ایوب،(۴)پیر سلطان شمس العارفین،
(۵)مولانا ضیاء الحسنین،(۶)مفتی شاہد عقیل،(۷)قاری محمد عمر عثمانی،(۸)مولانا فیض الرحمن،
(۹)مولانا خالد فاروق جرار،(۱۰)قاری محمد زبیر اعوان،(۱۱)خالد مسعود ایڈووکیٹ

نوٹ: اس بیان حلفی کو ملک طارق محمود ایڈووکیٹ نے لکھا۔ جبکہ نذیر احمد اعوان ایڈووکیٹ نے اس کی باقاعدہ تصدیق کی۔

رات ۹ بجے یہ محفل بعد از نماز عشاء اختتام پذیر ہوئی۔ نماز عشاء تمام حاضرین نے جامع مسجد میں ادا کی۔ مورخہ ۲۶ر ستمبر ۲۰۱۴ء مسماۃ نازیہ دختر غلام ربانی نے ملک طارق محمود ایڈووکیٹ کی معرفت فیملی جج تلہ گنگ کی عدالت میں تنسیخ نکاح کا کیس دائر کیا۔

یہ کیس مورخہ ۲۹ر ستمبر ۲۰۱۴ء کو بعدالت جج فیملی کورٹ تلہ گنگ دائر ہوا۔ مدعا علیہ کو بذریعہ عدالت نوٹس جاری ہوا۔ لیکن عدالت کے بار بار طلب کرنے پر مدعا علیہ نہ تو خود حاضر عدالت ہوا اور نہ ہی جواب دعویٰ دائر کیا۔ عدالت نے مورخہ ۱۲ر فروری ۲۰۱۵ء کو بذریعہ اخبار روزنامہ ایکسپریس راولپنڈی بھی آخری موقع مدعا علیہ کو دیا۔ لیکن اس کے باوجود بھی وہ حاضر نہ ہوا۔ جس پر فیملی جج تلہ گنگ جناب سید ہدایت اللہ شاہ صاحب نے مدعیہ مسماۃ نازیہ پروین دختر غلام ربانی کا بیان قلم بند کیا۔ جس میں اس نے عدالت کو بتایا کہ میرے علم میں نہ تھا کہ مدعا علیہ مغیرالرحمن قادیانی ہے۔ مجھے نکاح کے بعد اس بات کا علم ہوا۔ میں مسلمان ہوں اور حضور اکرم ﷺ کی ختم نبوت پر یقین رکھتی ہوں۔ میری شرعی اور قانونی طور پر مدعا علیہ سے نباہ ممکن نہیں ہے۔ چونکہ مدعا علیہ نے حقائق چھپا کر مجھ سے نکاح کیا ہے۔ لہٰذا مجھے تنسیخ نکاح کی ڈگری دی جائے۔ اسی بیان کی روشنی میں مدعا علیہ کے پیش نہ ہونے پر فیملی کورٹ نے مورخہ ۲۰ر فروری ۲۰۱۵ء کو مسماۃ نازیہ پروین دختر غلام ربانی کے حق میں ڈگری جاری فرمائی اور یک طرفہ فیصلہ سنا دیا کہ اب نازیہ پروین مدعا علیہ معزالرحمن کی منکوحہ نہیں رہی ہیں۔ (عدالت نے باقاعدہ فیصلے کی نقل مورخہ ۵ مارچ ۲۰۱۵ء کو جاری کردی) آج پھر ایک دفعہ غلام احمد قادیانی کی ذریت کو شکست فاش ہوئی اور ختم نبوت کے پروانوں کو کامیابی نصیب ہوئی۔

موضع بھچھر تحصیل لاوہ سابقہ تلہ گنگ ضلع چکوال میں قادیانیوں نے اپنی عبادت گاہ پر مینار اور محراب بنائے۔ مورخہ ۲۵ر اکتوبر ۲۰۱۱ء کو اہلیان بھچھر نے مشورہ کرکے مولانا محمد ظہور صاحب ساکن بھچھر کی طرف سے ایک دعویٰ بعدالت جناب سول جج فرسٹ کلاس تلہ گنگ کی عدالت میں دائر کیا گیا کہ بھچھر کے قادیانیوں کو اس

بات سے باز رکھا جائے کہ وہ اپنی عبادت گاہ پر مینار اور محراب قائم رکھیں۔ کیونکہ ۱۹۸۴ء کے امتناع قادیانیت ایکٹ کے تحت وہ شعائر اسلام استعمال نہیں کر سکتے ہیں۔ مورخہ ۳۰؍دسمبر ۲۰۱۳ء کو جناب مستحسن احمد منہاس سول جج نے مسلمانوں کے حق میں فیصلہ دے دیا کہ قادیانی امتناع قادیانیت آرڈیننس کے ذریعے ایسا نہ کر سکتے ہیں اور ان کی عبادت گاہ پر مینار اور محراب غیر قانونی ہیں۔ لہٰذا وہ ان کو گرادیں۔ اس فیصلے کے خلاف ۲۶؍نومبر ۲۰۱۳ء کو قادیانیوں نے ایڈیشنل ڈسٹرکٹ جج کی عدالت میں سول جج کے فیصلے کے خلاف اپیل دائر کی جو مختلف موقعوں پر اس پر بحث ہوتی رہی۔ مسلمانوں کی طرف سے ملک طارق محمود ایڈووکیٹ، ملک محمد آصف ایڈووکیٹ، فیصل ممروٹ ایڈووکیٹ اور قاضی عاشق علی پیش ہوئے۔ جب کہ قادیانیوں کی طرف سے وقاص اے رحمان ایڈووکیٹ پیش ہوئے۔

ایڈیشنل ڈسٹرکٹ جج جناب طارق محمود زرغام نے مورخہ ۴؍مارچ ۲۰۱۵ء کو قادیانیوں کی اپیل خارج کر دی اور فیصلہ مسلمانوں کے حق میں سنادیا۔ فیصلے میں یہ بھی لکھا گیا کہ قادیانی ایک ماہ کے اندر اندر اپنی عبادت گاہ سے محراب اور مینار گرادیں۔ جناب طارق محمود زرغام صاحب نے فیصلہ میں لکھا کہ چونکہ قادیانیوں کو قانونی، آئینی اور مذہبی کوئی حق حاصل نہیں ہے کہ وہ مسلمانوں کے شعائر کو استعمال کر سکیں۔ اس لئے سول جج کے فیصلے کو برقرار رکھا جاتا ہے اور قادیانیوں کی اپیل کو خارج کیا جاتا ہے۔

عظیم خوشخبری

۴؍مئی ۲۰۱۵ء کو بیلف نے پولیس اور ایلیٹ فورس کی معیت میں عدالتی احکامات پر عملدرآمد کراتے ہوئے موضع سیکھنہ (تحصیل تلہ گنگ) میں قادیانی عبادت گاہ کے مینار اور محراب مسمار کر دیئے۔ ختم نبوت زندہ باد!

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کا مدارس میں خطاب

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم تبلیغ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے ملک بھر کے جامعات میں بیانات کئے اور چناب نگر کورس میں شرکت کی دعوت دی۔ تفصیلات کے مطابق جامعہ خیر المدارس، جامعہ دار العلوم رحیمیہ، جامعہ عمر بن خطاب، جامعہ نعمانیہ نظامیہ، جامعہ حنفیہ قادریہ ملتان، جامعہ باب العلوم کہروڑ پکا، جامعہ سراج العلوم لودھراں، جامعہ ابوہریرہ میلسی، جامعہ خالد بن ولید ٹھینگی کالونی وہاڑی، جامعہ حنفیہ، جامعہ اسلامیہ بورے والا، جامع العلوم عیدگاہ بہاول نگر، مدرسہ اشرف العلوم مخشن خان، مدینۃ العلم فیصل آباد، جامعہ حسینیہ، جامعہ امدادیہ حبیب المدارس علی پور، جامعہ ابوہریرہ خالق آباد، جامعہ دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک، جامعہ اشرفیہ، جامعہ عثمانیہ سکھر، خیر العلوم خیر پور ٹامیوالی، احیاء العلوم حاصل پور، جامعہ عبیدیہ فیصل آباد، جامعہ اسعد بن زرارہ بہاول پور سمیت کئی ایک مدارس میں خطاب کیا۔

مولانا محمد اسحٰق ساقی کے بیانات

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بہاول پور کے مبلغ مولانا محمد اسحٰق ساقی نے بہاول پور کے جامعات میں خطاب کیا اور طلبہ کرام کو کورس میں شرکت کی دعوت دی۔

ہے کوئی جواب؟

حبیب اشرف صبوحی

پروفیسر غازی احمدؒ (سابق کرشن لال) کا مرزا ناصر سے مکالمہ

ان مذہبی سوالات کے جوابات آج تک قادیانی فرقے کا کوئی خلیفہ اور اعلیٰ عہدیدار نہیں دے سکا:

۲؍جون ۱۹۲۴ء کو چکوال کے ایک گاؤں میانی، تحصیل کلرکہار میں ایک ہندو پنڈت کے گھرانے میں ایک بچہ بڑے جتن اور دعاؤں سے پیدا ہوا۔ اس کے پیدا ہونے سے پورے خاندان میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ اس سے قبل گھرانے میں کوئی بچہ موجود نہیں تھا۔ ایک پنڈت کی ہدایت پر بچے کا نام کرشن لال رکھا گیا۔ تاکہ وہ ہری کرشن مہاراج (جو اپنے وقت کے اوتار تھے) کی طرح طبعی عمر پائے اور اس کے نقش قدم پر چلے۔ بچہ جب چودہ برس کا تھا، تو حضور اکرم ﷺ نے عالم رؤیا میں اس بچے کو مشرف بہ اسلام فرمایا۔ چنانچہ بچہ غازی احمد کے نام سے مشہور ہوا۔ انہوں نے اسلام قبول کرنے کے بعد بے شمار تکلیفیں اٹھاتے ہوئے دینی اور دنیاوی تعلیمات حاصل کرتے رہے اور گورنمنٹ کالج بوچھال کلاں کے پرنسپل کی حیثیت سے ریٹائر ہوئے۔ آپ نے تین ایم.اے اور وہ بھی گولڈ میڈل کے ساتھ کئے۔ اس کے علاوہ درس نظامی، فاضل فارسی، ایم.او.ایل، بی.ایڈ اور ایل.ایل.بی کی ڈگریاں اعزازات کے ساتھ حاصل کیں۔ انہوں نے اپنے قبول اسلام کی داستان ایک کتاب ''من الظلمات الیٰ النور'' (کفر کے اندھیروں سے نور اسلام تک) کے نام سے تحریر کی جس کے کئی زبانوں میں ترجمے ہو چکے۔ مجھے یہ شرف حاصل ہے کہ میں نے ان سے دو مرتبہ ملاقات کی مندرجہ ذیل اقتباس ان کی درج بالا کتاب کے حوالے سے ضبط قلم کر رہا ہوں۔

آج سے کئی سال قبل پنجاب یونیورسٹی لاہور نے بی.اے کے امتحانات کے سلسلے میں مجھے تعلیم الاسلام کالج ربوہ میں ناظم امتحانات مقرر کر دیا۔ بیس پچیس دن ربوہ کالج میں میرا قیام رہا۔ ایک اتوار چھٹی کے دن میں نے قادیانی جماعت کے امیر، مرزا ناصر احمد سے ملاقات کا پروگرام بنایا۔ میں دفتر گیا اور ملاقاتیوں کی فہرست میں اپنا نام درج کرایا۔ میرا اکتیسواں نمبر تھا۔ میں نے ناظم ملاقات سے کہا۔ اگر ممکن ہو تو جلد ملاقات کرا دیں، مجھے امتحان کے سلسلے میں کام کرنا ہے۔ انہوں نے میرے متعلق مرزا ناصر کو فون پر بتایا۔ مرزا ناصر نے کہا کہ ان کا نام دوسرے نمبر پر درج کر دیں۔ پہلے نمبر پر ڈاکٹر عبدالسلام تھے۔ پہلی ملاقات شروع ہوئی تو دونوں حضرات نصف گھنٹے تک محو گفتگو رہے۔

ڈاکٹر صاحب کے بعد میری باری آئی۔ مرزا ناصر دوسری منزل پر فروکش تھے۔ میں سیڑھیاں چڑھ کر اوپر پہنچا۔ مرزا ناصر نے دروازے میں آ کر استقبال کیا۔ علیک سلیک کے بعد گفتگو کا آغاز ہوا۔ مرزا ناصر نے کہا: ''مجھے پتہ چلا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے عالم رؤیا میں آپ کو اسلام سے مشرف فرمایا۔''

''جی ہاں! آپ کی معلومات بالکل درست ہیں۔ میں نے خواب میں نبی کریم ﷺ کے دست مبارک پر اسلام قبول کیا۔'' میں نے جواب دیا۔

مرزا ناصر نے مسرت کا اظہار فرمایا اور کہا: ''واقعی آپ بڑے خوش قسمت انسان ہیں۔ میں کہوں گا کہ آپ تو اسلام کی صداقت کی دلیل ہیں۔'' وہ پھر میرے قبول اسلام کی تفصیلات دریافت کرتے رہے اور میں جواب دیتا رہا۔ تقریباً نصف گھنٹہ اسی گفتگو میں گزر گیا۔ میں نے کہا کہ جناب کافی وقت گزر گیا۔ نیچے بہت سے ملاقاتی آپ کے انتظار میں بیٹھے ہیں۔ میں رخصت چاہتا ہوں۔ البتہ اگر آپ مناسب خیال کریں اور گستاخی نہ سمجھیں تو طالب علم کی حیثیت سے ایک سوال دریافت کرنا چاہتا ہوں۔ مرزا ناصر نے خوش دلی سے اجازت دے دی۔ میں گویا ہوا: ''جناب کو بھی معلوم ہے۔ نبی کریم ﷺ نے مجھے مشرف بہ اسلام فرمایا اور بہ مصداق حدیث (جس نے مجھے خواب میں دیکھا اس نے مجھے ہی دیکھا) میرا ایمان ہے، میں نے جناب رسول کریم ﷺ کی ذات گرامی ہی سے دین اخذ کیا۔ میرا یہ بھی ایمان ہے کہ جو عقیدہ اور مسلک میں نے اپنایا۔ وہ آنحضرت ﷺ کی رضائے عالیہ کے مطابق ہے۔''

''آپ حضرات بھی سلسلہ نبوت رکھتے ہیں۔ اگر آپ کا سلسلہ اللہ تعالیٰ کے ہاں درست ہوتا تو نبی کریم ﷺ مجھے اسلام سے مشرف فرمانے کے بعد ہدایت فرمادیتے کہ اب تم مسلمان تو ہو چکے۔ تکمیل دین کے لئے قادیان چلے جاؤ۔''

''بحیثیت نبی آپ ﷺ کے لئے ضروری تھا کہ مرزا قادیانی کی نبوت کو نظر انداز نہ فرماتے۔ مگر حضور اکرم ﷺ نے مرزا قادیانی کی نبوت کو قطعاً نظر انداز فرمایا۔ اس کے معنی ہیں کہ مرزا غلام احمد کا سلسلہ نبوت عند اللہ وعند رسول اللہ ﷺ درست نہیں۔ بلکہ یہ نبوت کاذبہ کے زمرے میں آتا ہے۔''

جناب مرزا ناصر نے سوال سن کر فرمایا: ''یہ سوال میری زندگی میں پہلی بار پیش کیا گیا۔ آپ کے سوال کی معقولیت میں شک نہیں۔ مگر ملاقاتی کافی بیٹھے ہیں۔ پھر کسی ملاقات میں اس کا جواب دوں گا۔''

میں نے عرض کیا کہ مجھے ایک بات اور دریافت کرنا ہے۔ میں نے مرزا قادیانی کی ایک تحریر پڑھی ہے۔ اس میں وہ لکھتے ہیں: ''میں اور میری جماعت کے افراد فقہی مسلک میں امام ابو حنیفہؒ کے پیروکار ہیں۔ مرزا ناصر، میں بھی حنفی مسلک سے تعلق رکھتا ہوں۔''

یہ سن کر مرزا ناصر نے اظہار مسرت فرمایا۔ میں نے مزید عرض کی: ''آپ بھی سمجھتے ہیں کہ مرزا غلام احمد منصب نبوت پر فائز تھے۔ لیکن تب کیا یہ امر منصب نبوت کے شایان شان ہے کہ ایک نبی امتی کے فقہی مسلک کا پیروکار اور مقلد ہو جائے؟ کیا یہ مقام نبوت کی توہین نہیں؟''

مرزا ناصر نے کہا: ''اس سوال کا جواب بھی کسی دوسری مجلس میں تفصیل کے ساتھ دوں گا۔ آپ اپنا پتہ میرے سیکرٹری کو دے دیں۔ آپ کو دونوں سوالات کے جوابات مل جائیں گے۔''

میں نے پھر مرزا ناصر سے اجازت طلب کی۔ انہوں نے خندہ پیشانی سے مجھے رخصت کیا۔ لیکن جب میں سیڑھیاں اتر رہا تھا تو ختم نبوت پر میرے ایمان وایقان میں اضافہ ہو چکا تھا۔ مجھے یقین ہو گیا کہ واقعی حضرت محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ہیں اور آپ ﷺ کا لایا ہوا دین کامل، مکمل اور اکمل ہے۔ اب کسی نئے تکمیل کنندہ کی قطعاً نہ کوئی ضرورت ہے اور نہ گنجائش۔ آپ ﷺ کے بعد جو شخص بھی نبوت کا دعویٰ کرے گا۔ تو اس کی نبوت کاذبہ

ہوگی۔ میرے سوالات کے جوابات آج تک قادیانی فرقہ کا کوئی خلیفہ اور عہدیدار نہیں دے سکا۔

یہ یاد رہے کہ پروفیسر غازی احمد ۲۵ راگست ۲۰۱۰ء کو اپنے رب کے حضور پہنچ گئے۔ انہوں نے تقریباً چالیس سال قبل مرزا ناصر احمد سے ملاقات کی تھی جو خود بھی عالم بالا پہنچ چکے۔ مگر اس دوران کوئی قادیانی غازی صاحب مرحوم کے سوالوں کا جواب نہیں دے سکا۔ المرسل: میاں محمد یعقوب، جناح پارک رحیم یارخان

قادیانیت عدلیہ کی نظر میں

مولانا عزیز الرحمن ثانی

وفاقی شرعی عدالت کے چار ججوں کے بنچ نے چیف جسٹس جناب جسٹس فخر عالم کی سربراہی میں امتناع قادیانیت آرڈیننس ۲۰ بجریہ ۱۹۸۴ء کو درست اور قادیانیوں پر شعائر اسلام کے استعمال کی پابندی کو صحیح قرار دیا۔ قادیانیوں کی پٹیشنز ۲۹ راکتوبر ۱۹۸۴ء کو خارج کرتے ہوئے اپنے تفصیلی فیصلہ مندرجہ (پی.ایل.ڈی ۱۹۸۵ء، ایف.ایس.بی ۸) میں امام ابوحنیفہؒ کا ایک فیصلہ درج کیا۔ ایک آدمی نے امام ابوحنیفہؒ (۸۰۔۱۵۰ھ) کے زمانے میں نبوت کا دعویٰ کیا اور کہا: ''آپ مجھے اپنی نبوت کا ثبوت پیش کرنے کا موقع دیں۔'' امام صاحب نے فرمایا: ''جو شخص اس سے اس کی نبوت کا ثبوت طلب کرے گا۔ وہ بھی کافر ہو جائے گا۔'' کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: ''میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔'' (مناقب الامام الاعظم ابی حنیفہ، ابی احمد المکی، جزءاول ص۱۶۱، طبع حیدرآباد)

ہماری رائے میں خاتم النبیین کی آیت اس امر کا قطعی فیصلہ کر دیتی ہے کہ حضرت رسول اللہ ﷺ کے بعد ہر مدعی نبوت کذاب ہے۔ قادیانی امت مسلمہ کا حصہ نہیں ہیں۔ اس بات کو خود ان کا اپنا طرز عمل خوب واضح کرتا ہے۔ ان کے نزدیک تمام مسلمان کافر ہیں۔ وہ ایک الگ امت ہیں۔ یہ تناقض ہے کہ انہوں نے امت مسلمہ کی جگہ لے لی ہے اور مسلمانوں کو اس امت سے خارج قرار دیا ہے۔ مسلمان انہیں امت مسلمہ سے خارج قرار دیتے ہیں اور عجیب بات یہ ہے کہ وہ مسلمانوں کو اس امت سے خارج سمجھتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ دونوں ایک ہی امت میں سے نہیں ہو سکتے۔ لیکن آنحضرت ﷺ کی اطاعت سے برتر ان کی ذات سے جذباتی وابستگی اور والہانہ محبت ہے۔ رسول اللہ ﷺ سے گہری محبت، جیسا کہ علامہ اقبال نے واضح کر دیا ہے کہ ختم نبوت کا عقیدہ ہر مسلمان کے ایمان کا جزو ہے اور ختم نبوت کا یہی عقیدہ امت کی سالمیت کا اہم ترین عنصر ہے۔ یہ امر بہت معروف ہے کہ پاکستان کے سابق وزیر خارجہ سر ظفر اللہ خان نے قائداعظم کا جنازہ نہیں پڑھا تھا۔ اخبار ''زمیندار'' مورخہ ۸ رفروری ۱۹۵۰ء کے مطابق جامع مسجد ایبٹ آباد کے خطیب مولانا محمد اسحاق نے سر ظفر اللہ سے نماز جنازہ میں شرکت نہ کرنے کی وجہ پوچھی تو انہوں نے جواب دیا کہ وہ قائداعظم کو صرف ایک سیاسی لیڈر سمجھتے ہیں۔ ان سے استفسار کیا گیا کہ کیا وہ بھی مرزا قادیانی کو نہ ماننے کی وجہ سے مسلمانوں کو کافر قرار دیتے ہیں؟ ''حکومت کے وزیر ہوتے ہوئے بھی'' سر ظفر اللہ نے جواب دیا: آپ مجھے ایک کافر حکومت کا مسلمان ملازم یا مسلمانوں کی حکومت کا کافر ملازم سمجھ لیں۔

سیشن کورٹ کا تاریخی فیصلہ

قادیانی عبادت گاہ کے مینار و محراب فوری طور پر مسمار کر دیئے جائیں

ترجمہ: محمد متین خالد

حال ہی میں ایڈیشنل سیشن جج تلہ گنگ نے قادیانی عبادت گاہ کے سلسلہ میں ایک تاریخی فیصلہ صادر کرتے ہوئے کہا ہے کہ قادیانی اپنی عبادت گاہ پر مینار یا محراب وغیرہ تعمیر نہیں کر سکتے۔ ایسا کرنا غیر آئینی اور غیر قانونی ہے۔ چنانچہ قادیانی عبادت گاہ پر تعمیر شدہ مینار اور محراب مسمار کر دیئے جائیں۔ تفصیلات کے مطابق 11 مارچ 2011ء کو پچنند (لاوہ) تلہ گنگ میں قادیانیوں نے ایک نئی عبادت گاہ بنانا شروع کی تو مسلمانوں میں شدید تحفظات پیدا ہوئے۔ کیونکہ چھوٹے سے علاقہ میں ایک عبادت گاہ کے ہوتے ہوئے چند قادیانیوں کا مسلمان آبادی میں ایک نئی عبادت گاہ تعمیر کرنا کسی بھیانک سازش کا حصہ معلوم ہوتا تھا۔ چنانچہ مسلمانوں نے قانون کو ہاتھ میں لینے کے بجائے قانون سے مدد لینے کا فیصلہ کیا اور سول جج کی عدالت میں درخواست دائر کی۔ یہاں قادیانیوں نے عجیب مؤقف اختیار کیا کہ یہ عبادت گاہ نہیں بلکہ رہائشی مکان تعمیر ہو رہا ہے۔ مسلمان وکلاء نے کہا کہ عدالت اِن سے رہائشی نقشہ طلب کرے اور انہیں اِسی کے مطابق تعمیر کرنے کا پابند کرے۔ اس پر قادیانیوں کو سانپ سونگھ گیا اور انہوں نے اپنی پرانی عبادت گاہ کو نئے سرے سے تعمیر کرنا شروع کر دیا۔ اس پر مسلمانوں نے پھر عدالت کا رخ کیا۔ اس پر 30 ستمبر 2013ء کو سول کورٹ نے فیصلہ دیتے ہوئے کہا کہ قادیانی قانون کے مطابق شعائر اسلامی استعمال نہیں کر سکتے اور اس طرح وہ عبادت گاہ پر منار اور محراب وغیرہ تعمیر نہیں کر سکتے۔ بصورت دیگر ان کی عبادت گاہ اور مسلمانوں کی مسجد میں فرق ختم ہو جائے گا۔ اس فیصلہ کے خلاف قادیانیوں نے سیشن کورٹ تلہ گنگ میں اپیل کی جس کی سماعت جناب طارق محمود زرغام ایڈیشنل سیشن جج تلہ گنگ نے کی۔ 4 مارچ 2015ء کو معزز عدالت نے فیصلہ سناتے ہوئے کہا کہ قادیانی اپنی عبادت گاہ پر منار یا محراب تعمیر نہیں کر سکتے ایسا کرنا غیر قانونی ہے۔ عدالت نے قادیانی عبادت گاہ پر تعمیر کردہ منار اور محراب مسمار کرنے کا حکم بھی جاری کیا۔ یہ تاریخی کامیابی ہے جس پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہیے اس کیس کے سلسلہ میں بوڑھے جرنیل جناب طیب خان صاحب کی خدمات آب زر سے لکھنے کے قابل ہیں۔ بے پناہ دباؤ اور خطرناک دھمکیوں کے باوجود اُن کی شب و روز کی کوششیں رنگ لائیں۔ اس کے علاوہ جناب ملک محمد آصف ایڈووکیٹ، جناب حامد نواز ایڈووکیٹ اور جناب خالد مسعود ایڈووکیٹ کی خدمات بھی قابل تحسین ہیں۔ ذیل میں سیشن کورٹ کے تاریخی فیصلہ کا اُردو متن دیا جا رہا ہے اس کا مطالعہ تحفظ ختم نبوت کے ہر کارکن کے لیے ضروری ہے۔

بعدالت جناب طارق محمود زرغام
ایڈیشنل ڈسٹرکٹ سیشن جج تلہ گنگ

دیوانی اپیل نمبری 593 سال 2013......تاریخ مقدمہ 26-11-2013......تاریخ فیصلہ 04-03-2015

اپیل کنندہ، حبیب اللہ و دیگر.................. بنام .... مدعی، مولانا محمد ظہور و دیگر

فیصلہ اور حکم مورخہ 30-09-2013 کے خلاف اپیل

فیصلہ:

-1 یہ اپیل، جناب احمد منہاس، فاضل سول جج، تلہ گنگ، ضلع چکوال کی طرف سے کیے گئے فیصلے اور دیے گئے حکم مورخہ 30-09-2013 کے خلاف کی گئی ہے جس کے ذریعے مسئول علیہان/مستغیثوں کے مقدمے میں مستقل حکم جاری کیا گیا تھا۔

-2 مسل کے مطابق موجودہ اپیل کے مختصر حقائق یہ ہیں کہ مسئول علیہان/مستغیثوں نے اپیل کنندگان/مدعا علیہان کے خلاف مستقل حکم کے لیے یہ کہتے ہوئے اپیل ہذا دائر کی ہے کہ مذہب کے لحاظ سے فریق ثانی قادیانی ہیں۔ انہوں نے اپنی پرانی عبادت گاہ کو مسمار کر دیا اور اس کے بجائے وہ ایک نئی عبادت گاہ تعمیر کرنا چاہتے تھے اور وہ اس عمارت کو مسجد کی صورت میں تعمیر کرنا چاہتے ہیں۔ وہ چاہتے ہیں کہ منار اور محرابیں تعمیر کی جائیں جبکہ منطقی طور پر اور آئین پاکستان کے تحت، انہیں اس امر سے سختی سے منع کیا گیا ہے اور یہ مقدمہ اس کے متعلق ہے۔

-3 اس مقدمہ کی مخالفت مدعا علیہان کی طرف سے ایک تحریری درخواست دائر کرنے کے ذریعے کی گئی جس میں انہوں نے مستغیثوں کی طرف سے دائر کیے گئے مقدمے کے متعلق بعض قانونی اور حقیقی اعتراض اٹھائے ہیں۔

-4 فریقین کی طرف سے پیش کیے گئے مختلف موقف کی روشنی میں فاضل عدالت نے مندرجہ ذیل امور قائم کیے:

1. کیا مدعا علیہان غیر قانونی طور پر، اسلامی مسجد سے مشابہ، قادیانی عبادت گاہ دانستہ طور پر تعمیر کرنا چاہتے ہیں؟
2. کیا مقدمہ ہذا جھوٹا، بے حقیقت، تکلیف دہ اور مدعا علیہان کے آئینی حقوق کے خلاف ہے اور خاص لاگت کے ساتھ مسترد کرنے کے قابل ہے؟
3. کیا مستغیث، اپیل اور مستقل حکم کے ذریعے قبضہ کے حکم کے مستحق ہیں جس طرح ان کے مرکزی نوٹ میں ذکر کیا گیا ہے؟
4. کیا مستغیث کا موقف بے بنیاد ہے؟
5. کیا مستغیث، اپنے الفاظ و طرز عمل کے باعث مقدمہ ہذا دائر کرنے سے روک دیے گئے ہیں؟
6. دادرسی۔

-5 اپنے اپنے موقف کو ثابت کرنے کے لیے دونوں فریقوں نے زبانی اور دستاویزی ثبوت پیش کیے۔ فریقوں کے فاضل وکلاء کی جانب سے دلائل کی سماعت کے بعد فاضل عدالت نے ایک ایسا فیصلہ اور حکم دیا جس میں مدعا علیہان/مدعیوں کے مقدمہ کے متعلق حکم جاری کیا گیا۔ اس فیصلے اور حکم سے متاثر ہونے کے باعث اپیل ہذا، ایک درخواست کے ذریعے اپیل کنندگان کی طرف سے دائر کی گئی۔

-6 اپیل کنندگان کے فاضل وکیل کی طرف سے یہ دلیل پیش کی گئی کہ فاضل عدالت کی طرف سے دیا گیا فیصلہ اور حکم غیر قانونی ہے، قانون اور حقائق کے خلاف ہے اور یہ ثبوت کو غلط طور پر پڑھنے اور نہ پڑھنے کا نتیجہ ہے؛ یہ بھی کہ فاضل

عدالت نے قانون کا غلط مطلب اخذ کیا؛ یہ کہ فاضل عدالت فریقوں کے دعووں سے پیدا ہونے والے معاملات سے مناسب طور پر نمٹنے میں ناکام رہی؛ یہ کہ فاضل عدالت کے فیصلے، قانون اور مسل پر موجود ثبوت اور گواہی کے مطابق نہیں؛ یہ کہ فاضل عدالت، معاملہ نمبر 5 کے متعلق، غیر قانونی اور بے قاعدگیوں کی مرتکب ہوئی ہے؛ یہ کہ دیا گیا فیصلہ اور حکم، قانون کے مطابق برقرار نہیں رکھا جاسکتا؛ یہ کہ دیا گیا فیصلہ اور حکم، منسوخ کیا جائے اور اپیل ہذا قبول کرلی جائے۔

7- اس کے برعکس، مدعا علیہان کے فاضل وکیل نے یہ کہتے ہوئے فیصلے اور حکم کی مکمل تائید کی کہ دیا گیا فیصلہ اور حکم، قطعی قانونی اور مقدمہ کے حالات کے حقائق کے عین مطابق ہے؛ یہ کہ دیے گئے فیصلہ اور حکم، کی بنیاد حقائق کے علاوہ ان گواہیوں اور ثبوتوں پر ہے جو ریکارڈ پر پیش کیے گئے اور ان میں کوئی غلطی نہیں، اس لیے، متذکرہ فیصلے اور حکم کو بخوبی برقرار رکھا جائے اور اپیل مسترد کی جائے۔

8- میں نے دونوں فریقوں کی طرف سے پیش کیے گئے دلائل سماعت کیے اور پیش کیے گئے ریکارڈ کو انتہائی احتیاط سے ملاحظہ کیا۔

9- میں نے دیے گئے فیصلے اور حکم کے علاوہ متعلقہ معاملات کے متعلق فاضل عدالت کی آراء کو بھی ملاحظہ کیا۔ اپیل کنندگان کے فاضل وکیل نے دلیل دی کہ مقدمہ ہذا، ایڈووکیٹ جنرل پنجاب کی اجازت کے بغیر دائر نہیں کیا جاسکتا جس کی اجازت اس وجہ سے نہ تو لی گئی اور نہ ہی مسل میں پیش کی گئی کہ دونوں فریقوں کے درمیان معاملہ، جھگڑے کے زمرے میں آتا ہے اور یہ مدعا علیہان رستغیث کے لیے ضروری ہے کہ ایڈووکیٹ جنرل پنجاب کی اجازت حاصل کریں۔ Black Law Dictionary اور دیگر لغات میں جھگڑے کی تعریف ملاحظہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ معاملہ جھگڑے کے زمرے میں نہیں آتا کیونکہ دونوں فریقوں کے درمیان معاملہ خالص مذہبی نوعیت کا حامل ہے اور ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ یہ ایک عمومی جھگڑا ہے، اور جہاں تک میری ناقص رائے ہے کہ مدعا علیہان رستغیث کے لیے ضروری نہیں ہے کہ وہ مقدمہ ہذا دائر کرنے لیے وہ ایڈووکیٹ جنرل پنجاب سے اجازت حاصل کرتے۔

10- ریکارڈ کا ملاحظہ یہ ثابت کرتا ہے کہ فاضل عدالت نے دونوں فریقین کی طرف سے پیش کیے گئے دلائل میں سے جو چھ نکات اخذ کیے، ان میں سے پہلا نکتہ اپنی نوعیت کے اعتبار سے اہم ہے جس کے باعث فریقوں کے درمیان تنازع حل ہوا ہے۔ میں نے نہایت احتیاط سے پہلے نکتہ کے متعلق فاضل عدالت کی آراء ملاحظہ کی ہیں اور فریقوں کے فاضل وکلاء کی بہترین معاونت سے مسل پر موجود تمام ریکارڈ ملاحظہ کیا ہے۔ فاضل عدالت نے پیرا نمبر 9 میں انتہائی درست طور پر اپنا یہ فیصلہ دیا کہ ”یہ ایک بخوبی طے شدہ قانون ہے کہ مدعا علیہان کو یہ اجازت نہیں کہ وہ ایسے الفاظ بولیں یا تحریر کریں یا پھر ایسا طرز عمل اپنائیں جس سے یہ ظاہر ہوتا ہو کہ وہ مسلمان ہیں۔ آئینی طور پر مدعا علیہان کو اس قسم کا طرز عمل اختیار کرنے کی اجازت نہیں۔ استغاثہ گواہ نمبر 3 کی طرف سے گواہی کی صورت میں مدعا علیہان نے یہ تسلیم کیا ہے کہ انہوں نے دوران مقدمہ ”محراب“ اور منار تعمیر کیے ہیں۔ یہ معاملہ، مدعا علیہ کی طرف سے اس اعتراف کی روشنی میں ثابت ہوگیا جس معاملہ پر جواب اثبات میں دیا گیا۔ فاضل عدالت کی آراء کی بنیاد، قانون اور حقائق کی مناسب طور پر جانچ کے علاوہ مسل پر موجود گواہی اور ثبوت ہے۔ اندریں حالات PLD 11972 SC 25,2000 SCMR

PLD 1985 Federal، 1992 P.Cr.L.J 2351، PLD 2002 SC 303460 1993 SCMR 1768، Shariat Court page 8 کی راہنمائی میں، فاضل عدالت کی آراء اور فیصلوں کی بنیاد ٹھوس معقول وجوہ ہیں۔ یقینی طور پر غیر مسلم، یعنی ’’قادیانیوں‘‘ کو اسلامی شعار اختیار کرنے کی اجازت نہیں۔ ریکارڈ کے ملاحظے سے مزید ظاہر ہوتا ہے کہ استغاثہ گواہ نمبر 3، ملک شمشاد خان، گواہی دینے کے لیے پیش ہوا اور اپیل کنندگان ر مدعا علیہان کے فاضل وکیل کی جانب سے جرح کے دوران، اس نے واضح طور پر کہا:

’’یہ درست ہے کہ محراب اور منار، دعویٰ دائر کے بعد تعمیر کیے ہیں‘‘

اس سے مراد یہ ہے کہ مدعا علیہان نے دوران مقدمہ یہ تسلیم کیا کہ ’’محراب‘‘ اور منار، تعمیر کیے گئے ہیں اور یہ محراب اور منار، قابل مسمار ہیں کیونکہ مدعا علیہان نے اپنی تحریری درخواست میں اپنائے گئے موقف کو ثابت کرنے کے لیے نہ تو کوئی ثبوت پیش کرنے کی زحمت کی اور نہ ہی اس پر اصرار کیا؛ مدعا علیہان کا یہ طرز عمل، واضح طور پر ظاہر کرتا ہے کہ ان کے پاس پیش کرنے کے لیے کچھ نہیں۔ اندریں حالات، فاضل عدالت نے مستغیثوں ر مدعا علیہان کے مقدمے کا درست طور پر فیصلہ کیا ہے۔ پہلے نکتے کے علاوہ دیگر نکات کے متعلق فاضل عدالت کا فیصلہ، قانون اور حقائق کے مطابق ہے اور اسے برقرار رکھا گیا ہے۔

11- مندرجہ بالا بحث کے مطابق، چونکہ اپیل ہذا کسی بھی بنیاد سے محروم ہے، اس لیے مسترد کی جاتی ہے۔ فاضل عدالت کی طرف سے دیا گیا فیصلہ اور حکم جو اپیل کنندگان کے خلاف جاری کیا گیا تھا، برقرار رکھا جاتا ہے کہ محراب اور منار، جو دوران مقدمہ تعمیر کیے گئے، ایک ماہ کے اندر مسمار کر دیے جائیں۔ لاگت کے متعلق کوئی حکم نہیں دیا جا رہا۔ فاضل عدالت کا ریکارڈ واپس بھیجا جائے جبکہ اپیل کا ریکارڈ مکمل کیے جانے کے بعد ریکارڈ روم میں محفوظ کیا جائے۔

اے مسلمان کچھ تو خیال کر......!

اے مسلمان! جب قادیانی تیرے نبی ﷺ کی ختم نبوت کے منکر ہیں تو وہ تیرے دوست کیسے؟...... جب قادیانی تیرے نبی ﷺ کی شان میں گستاخیاں کریں تو ان سے تیرا ملنا جلنا کیسا؟...... جو تیرے نبی ﷺ کے صحابہ کرامؓ کی شان میں گستاخیاں کریں، جو امہات المومنین کی شان میں گستاخیاں کریں تو ان سے تیرا کھانا پینا کیسا؟...... اے مسلمان! جب تو کسی قادیانی کو سلام کرتا ہے جو تیرے نبی ﷺ کے دین سے غداری کرتا ہے تو تیرے ان عملوں سے گنبد خضریٰ میں حضور سرور کائنات ﷺ کے دل کو تکلیف پہنچتی ہے...... اے مسلمان! جب تو قادیانی مصنوعات (شیزان کمپنی) یا کسی اور طرح سے کاروبار یا لین دین کرتا ہے تو اپنے پیارے آقا خاتم الانبیاء ﷺ کے دشمنوں کو مضبوط کرتا ہے...... اے مسلمان! تیری اپنے آقا رئیس الانبیاء محمد عربی ﷺ کے دشمنوں سے دوستیاں اور ہمدردیاں...... جبکہ اپنے نبی سید الانبیاء ﷺ سے بے وفائی کیوں؟...... اے مسلمان! کچھ تو خیال کر......!

قادیانیوں سے مکمل بائیکاٹ کر کے آقائے دو جہاں خاتم النبیین ﷺ سے سچی محبت کا ثبوت دیں۔

ایک اہم بات

اسماء بنت قاری عبدالقیوم

بچوں کے اسلام کے ایڈیٹر اور معروف ناول نگار جناب اشتیاق احمد صاحب کے نام ایک خاتون نے خط لکھا ہے۔ جس میں ختم نبوت کے مشن کے تقدس اور عنداللہ مقبولیت کے حوالے سے اس نے اپنا خواب بیان کیا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

محترم جناب اشتیاق احمد صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ایک ایسی بات آپ تک پہنچانا تھی جس کے لئے اللہ جانتا ہے، میرے دل میں نہ شائع کروانے کا لالچ ہے اور نہ ہی کوئی اور غرض۔ نہ ہی میں بچوں کا اسلام کے لئے بھیج رہی ہوں۔ میں صرف آپ تک پہنچانا چاہتی ہوں۔ باقی آپ کی مرضی پر منحصر ہے۔ مجھے اس سے کوئی سروکار نہیں۔

اس بات کو کافی دن گزر گئے ہیں۔ کبھی میں خود ہی ارادہ ترک کر دیتی ہوں کہ ''بات ہے یہ بڑی، منہ ہے چھوٹا میرا۔'' اپنا انتہائی سیاہ کار ہونا مجھے شرم دلاتا ہے اور میں خاموش رہنے کا سوچتی ہوں۔ لیکن کبھی یہ بات ایک ''مقدس امانت'' کی طرح لگتی ہے کہ آپ تک ضرور پہنچائی جائے۔ علاوہ ازیں مسئلہ یہ بھی تھا کہ لکھنے بیٹھوں تو الفاظ ''چھوٹے چھوٹے'' سے محسوس ہونے لگتے ہیں۔

بات کچھ یوں ہے کہ میری شادی کے بعد میں ''بچوں کا اسلام'' باقاعدی سے نہیں پڑھ سکی اور ''روزنامہ اسلام'' کو تو دیکھے بھی سال ہو چلا تھا۔ مجھے یونہی کسی نے بتایا کہ ''بچوں کا اسلام'' کا سالنامہ ''ختم نبوت نمبر'' ہوگا۔ لیکن صحیح دن وتاریخ کا علم اسے بھی نہ تھا کہ کب سالنامہ آ رہا ہے۔ ایک دن میں نے خواب دیکھا۔ میں ایک کمرے میں داخل ہوئی۔ کمرے میں باادب سی خاموشی ہے۔ سامنے نہایت سفید بستر پر ہادیٔ عالم نبی آخرالزمان حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ آرام فرما رہے ہیں۔ دائیں طرف کچھ دور حضرت مفتی محمد حسن مدظلہ (ہمارے قریبی رشتہ دار ہیں۔ کسی شمارے کی دو باتوں میں آپ نے ان کا ذکر کیا تھا) کی والدہ باادب بیٹھی ہیں۔ سرہانے کی طرف دیوار میں ایک الماری ہے۔ میں ذرا آگے بڑھ کر الماری کی طرف دیکھنے لگی۔ ایک خاکی رنگ کے بوسیدہ اوراق والی کتاب میں نے اٹھائی جو کہ آپ ﷺ کی سیرۃ طیبہ پر لکھی گئی ہے۔ میں بڑے شوق سے خاکی (جیسا کہ بہت پرانی کتابوں کے اوراق خاکی رنگ کے ہو جاتے ہیں) اوراق پلٹ کر کتاب دیکھ رہی ہوں۔ سفید لباس میں ملبوس ایک آدمی نے جو کہ پہلے وہاں نہ تھا، اب بستر کے قریب کھڑا ہے۔ مجھے آہستہ سے کہا: سیرت طیبہ پر لکھی گئی یہ کتاب آپ ﷺ نے پسند فرمائی ہے۔ اس لئے یہاں رکھی ہوئی ہے۔ میں فرط مسرت سے سرگوشی کے انداز میں بولی: یا اللہ! اپنی سیرت پر

لکھی گئی کتاب کو آپ ﷺ نے خود پسند فرمایا ہے۔ کون خوش نصیب مصنف ہوگا اس کا۔ اس بات کا ابھی جواب نہ ملا تھا کہ مجھے اسی الماری میں ایک رسالہ نظر آیا۔ جس پر بڑے خوبصورت انداز میں ’’انا خاتم النبیین لا نبی بعدی ‘‘ لکھا تھا۔ میں نے اٹھانا چاہا لیکن اس آدمی نے ان الفاظ کے ساتھ مجھے منع کر دیا۔ یہ رسالہ آپ ﷺ نے پسند فرمایا ہے۔ اسی لئے یہاں رکھا ہے۔ آپ کو ایسا باہر سے مل سکتا ہے۔ جا کر لے سکتی ہیں۔

میں کمرے سے باہر آ گئی۔ باہر عجیب سا منظر تھا۔ میرے دل کی حالت کچھ اور تھی۔ رقت قلب کے ساتھ میں نے با آواز بلند درود شریف پڑھا۔ دل اس شدت سے بھر آیا کہ میں با آواز بلند زار و قطار روتی ہوئی مذکورہ حدیث ’’قال النبی ﷺ انا خاتم النبیین لا نبی بعدی ‘‘ پڑھ رہی تھی۔ پھر میں نے دیکھا ایک جماعت کی شکل میں بہت سارے لوگ یہی حدیث دہرا رہے تھے۔

میری آنکھ کھل گئی۔ یہ خواب دیکھنے میں بہت چھوٹا سا تھا۔ لیکن تحریر کرنے میں، ان مناظر کو بیان کرنے میں الفاظ کافی استعمال ہو گئے ہیں۔ لیکن پھر بھی میں یہ کمی محسوس کر رہی ہوں کہ اس کیفیت کو مکمل طور پر بیان نہیں کر پائی۔ اٹھ کر میں حیران سی رہی۔ شام کو معلوم ہوا آج ’’ختم نبوت نمبر‘‘ آیا ہے۔ پھر اس کو کتنے ہی دن گزر گئے۔ میرے شوہر نے کافی کوشش کی لیکن ’’ختم نبوت نمبر‘‘ نہ مل سکا۔ قریباً ڈیڑھ ماہ بعد ایک روز میری خالہ نے مجھے ’’ختم نبوت نمبر‘‘ بھیجا تو ٹائٹل دیکھ کر میں حیران رہ گئی اسی انداز میں حدیث مبارکہ......!

یہ تو وہی تھا...... جو آپ ﷺ کی پسند فرمودہ کتاب کے ساتھ رکھا تھا۔ فللّٰہ الحمد!

آج کل تو آپ ’’صحابہ ؓ نمبر‘‘ کی تیاری کر رہے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ہر نیک کام میں اخلاص کی دولت نصیب فرمائے۔ آمین! ثم آمین!

ختم نبوت کورس لاہور

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام جامعہ شیخ الہند محمود حسنؒ جامع مسجد مہتاب ہربنس پورہ میں تین روزہ ختم نبوت کورس منعقد ہوا۔ جس کی سرپرستی مولانا قاری محمد حنیف کمبوہ نے کی۔ جبکہ نگرانی مولانا خالد محمود، قاری اظہار الحق، مولانا سعید احمد نے کی۔ ۱۱ تا ۱۳ رمئی کورس کا دورانیہ مغرب تا عشاء۔ عشاء تھوڑی تاخیر کے ساتھ۔ ۱۱ رمئی مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، مولانا خالد محمود نے عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت وفضیلت، اوصاف نبوت اور مرزا قادیانی کے عنوان پر لیکچر دیئے۔ ۱۲ رمئی مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا سعید احمد، مولانا محمود الرشید نے حیات مسیح علیہ السلام اور رفع ونزول مسیح، ظہور امام مہدی، خروج دجال پر لیکچر دیئے۔ مولانا عبدالنعیم، قاری ذکاء الرحمٰن اختر نے خصوصی شرکت کی۔ ۱۳ رمئی مغرب سے عشاء تک آخری تقریب جامعہ مدنیہ کریم پارک لاہور کے استاذ الحدیث حضرت مولانا نعیم الدین مدظلہ نے خطاب فرمایا۔ یہ اپنی نوعیت کا پہلا پروگرام تھا۔ جس میں ایک سو کے قریب حضرات نے شرکت کی۔

مدرسہ عربیہ ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر میں

حضرت مولانا محمد طلحہ کاندھلوی مدظلہ کی تشریف آوری

مولانا غلام رسول دین پوری

حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلوی ثم مہاجر مدنی نوراللہ مرقدہ کے خلف الرشید حضرت مولانا محمد طلحہ صاحب مدظلہ مدرسہ عربیہ ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر میں تکمیل مشکوٰۃ شریف کے مبارک موقعہ پر ۱۸ جمادی الاخریٰ ۱۴۳۶ھ بمطابق ۱۸ اپریل ۲۰۱۵ء بروز بدھ بوقت ساڑھے تین بجے دن بعد نماز ظہر تشریف لائے۔ حسن اتفاق کہئے یا اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم کہ ادارہ میں پہلی مرتبہ تکمیل مشکوٰۃ شریف اور پہلی ہی مرتبہ حضرت مولانا محمد طلحہ صاحب مدظلہ تشریف لائے۔ یہ ہم سب کے لئے بہت بڑی سعادت اور خوش نصیبی کی بات ہے۔ طے یہ ہوا تھا کہ پہلے حضرت مولانا اللہ وسایا کا تفصیلی بیان اور پھر مشکوٰۃ کی آخری حدیث کا درس ہوگا اور حضرت کاندھلوی مدظلہ کی دعا ہوگی۔ بالکل اسی ترتیب سے سب سے پہلے ظہر کی نماز ادا کرنے کے بعد حضرت مولانا اللہ وسایا نے ایک گھنٹہ سے زائد بیان فرمایا۔ بیان میں تین باتیں ارشاد فرمائیں:

۱...... حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ کے حالات زندگی پر مفصل روشنی ڈالی۔ سن ولادت وجائے ولادت اور تعلیم سے لے کر ترقی جامعہ اسلامیہ باب العلوم کہروڑپکا تک کے جملہ احوال ذکر فرمائے اور فرمایا کہ انبیاء علیہم السلام کے قلوب مبارکہ حب دنیا سے یکسر خالی ہوتے ہیں۔ ان میں اللہ کی محبت اور اللہ کی یاد بسائی جاتی ہے۔ یہ عقیدہ اور مسئلہ کی بات ہے۔ اسی طرح حضرات انبیاء علیہم السلام میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام واحد وہ پیغمبر ہیں جنہوں نے رفع الی السماء سے قبل اس زمین پر رہتے ہوئے کوئی مکان وغیرہ نہیں بنایا۔ پھر فرمایا کہ حکیم العصر حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ بھی پاکستان کے عظیم محدثین میں سے ایک تھے جو بہت ساری نسبتوں کے حامل منفرد خصوصیات وصفات کے مالک تھے۔ انہوں نے بھی انبیاء علیہم السلام کی مماثلت اختیار کرتے ہوئے جامعہ اسلامیہ باب العلوم کہروڑپکا کو تو پروان چڑھایا۔ مگر اپنے لئے کوئی ذاتی مکان نہ بنایا اور نہ جائیداد بطور ورثہ چھوڑی۔ جب جامعہ اسلامیہ باب العلوم تشریف لائے تو اکیلے تھے۔ جب اس دنیا سے تشریف لے گئے تو ہزاروں شاگرد بطور علمی ورثہ چھوڑ گئے۔ بہرحال ان جیسا صاحب نسبت محدث مستقبل میں پیدا ہونے والا نظر نہیں آتا اور نہ اب ان کی پاکستان میں کوئی نظیر نظر آتی ہے۔

میرے بھائیو! ایک اور بات یاد رکھیں! اور وہ یہ کہ پاکستان کے چار وہ عظیم محدث گزرے ہیں جنہوں نے دارالعلوم دیوبند میں بھی تدریس کی اور پھر پاکستان بننے کے بعد یہاں آکر بھی مختلف دینی اداروں میں درس حدیث دیا۔ وہ محدث یہ ہیں: ۱...... حضرت مولانا عبدالخالقؒ ۲...... حضرت مولانا عبدالحقؒ ۳...... حضرت مولانا محمد

ادریس کاندھلویؒ ۴...... حضرت مولانا غلام رسولؒ۔ پھر ایک سنایا کہ حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ نے اپنی وفات سے دو تین پہلے خواب دیکھا۔ خواب میں حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ کی زیارت ہوئی حضرت شیخ الحدیثؒ نے فرمایا کہ عبدالمجید! آپ اللہ کا شکر ادا کریں کہ آپ کا شمار محدثین حضرات میں ہوگیا ہے۔ میرے بھائیو! اس سے اندازہ لگا سکتے ہیں کہ حضرت مولانا عبدالمجید صاحب لدھیانویؒ کس پائے کے محدث تھے۔

۲...... دوسری بات یہ ہے کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا یہ ادارہ جس میں اب درجہ حفظ کی چھ کلاسیں اور درس نظامی کی کتب کا دورانیہ مشکوٰۃ شریف تک پہنچا ہے۔ پہلے قادیانیوں کی نحوست ہوتی تھی کئی مرتبہ درس نظامی کا آغاز کیا۔ مگر اس طرح کامیاب نہ ہوسکا جس طرح بحمد اللہ آج ہے۔ پہلے درجہ خامسہ تک درجات رکھے گئے۔ پچھلے درجات مستحکم کرکے پھر درجہ مشکوٰۃ تک لے آئے۔ حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ نے حکماً فرمایا کہ دورہ حدیث شریف بھی شروع کریں۔ آئندہ سال تو نہیں اس سے اگلے سال ان شاء اللہ العزیز دورہ حدیث شریف کی تعلیم بھی شروع کردی جائے گی اور ان شاء اللہ اگلے سال کلاس میں تعداد بھی مناسب ہوگی۔ فرمایا دوسری بات تو میں نے یہی کرنی تھی جو آپ حضرات کے سامنے کردی۔

۳...... تیسری بات جو میں نے کرنی ہے وہ یہ ہے کہ گیمبیا مغربی افریقہ کا مسلم اکثریتی ملک ہے۔ ۲۴ جنوری ۲۰۱۵ء کو گیمبیا کے سرکاری ٹی وی پر ایک رپورٹ نشر ہوئی جو بعد میں مختلف ویب سائٹس پر بھی اپ لوڈ کی گئی۔ اس رپورٹ کا خلاصہ میں آپ حضرات کے سامنے عرض کئے دیتا ہوں کہ ۱۹۵۰ء سے قادیانی گروہ نے گیمبیا میں الحادی وارتدادی سرگرمیوں کا آغاز کیا۔ گیمبیا کے علماء کرام اور دینی قیادت نے قادیانیوں کے خلاف عظیم خدمات سرانجام دیں اور عوام وخواص پر واضح کیا کہ قادیانی دائرہ اسلام سے خارج ہیں اور ان کا اسلام یا مسلم امت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ یہ غیر مسلم گروہ ہے۔ ان علماء کرام میں سابق امام رتیب بنجول کے امام محمد لامین بہ، گنجور کے شیخ خطاب بوجانگ، سملو کے شیخ کارالانگ کینتہ، کیانگ کے شیخ محمد لامین فیدرا، گنجور کے شیخ عمر بن جنگ اور تلندنگ کے شیخ جبرائیل مہدی کجابی شامل ہیں۔ (اللہ تعالیٰ ان سب پر رحمت فرمائے) چنانچہ یہ سلسلہ چلتا رہا۔ علماء کرام برابر اپنی تبلیغی کوششیں جاری رکھے رہے۔ گیمبیا میں مذہبی امور سے متعلق ملک کا سب سے بڑا ادارہ ’’سپریم اسلامک کونسل‘‘ میں قادیانیوں کا مسئلہ پیش ہوا جس میں حضرات علماء کرام نے اپنا موقف پیش کیا۔ گیمبیا کے مسلمانوں کے رہنما اور سرکاری طور اسٹیٹ ہاؤس کے امام حاجی عبدالعلی فاتے نے نومبر ۲۰۱۴ء میں یہ معاملہ اٹھایا تھا کہ قادیانی مسلمانوں سے مختلف عقائد رکھتے ہیں۔ لہٰذا انہیں غیر مسلم قرار دیتے ہوئے ان کی بطور مسلم تبلیغ پر پابندی عائد کی جائے۔ جس پر قادیانیوں نے حاجی عبدالعلی کا مذاق اڑایا کہ ایک سیکولر ملک میں کسی کو یہ حق نہیں دیا جاسکتا کہ وہ کسی کے مذہب کا فیصلہ کرے۔ یہ معاملہ سپریم اسلامک کونسل میں لے جایا گیا اور سپریم کونسل نے طویل بحث کے بعد جنوری ۲۰۱۵ء کے آخری ہفتے میں اپنا فیصلہ سناتے ہوئے قادیانی جماعت کو غیر مسلم قرار دے دیا۔ اپنے فیصلے میں کونسل نے پاکستانی علماء کے ۱۹۵۳ء کے اتفاق رائے اور قادیانیوں کے خلاف تحریک ۱۹۷۴ء میں پاکستانی پارلیمنٹ کے قادیانیوں کو کافر قرار دینے کے فیصلے سمیت سعودی حکومت اور جامعہ ازہر مصر کے فیصلوں کا حوالہ دیتے ہوئے

قادیانی گروہ کو اسلام سے خارج قرار دے دیا۔ کونسل کا یہ فیصلہ سرکاری ٹی وی اور سرکاری اخبارات پر نشر اور شائع کیا گیا۔ پوری دنیا کے مسلمانوں نے گیمبیا کے اس خوش کن اور دانشمندانہ فیصلے کا خیر مقدم کیا۔ گیمبیا کی مرکزی اسلامی کونسل نے جو کہ ملک میں دینی معاملات سے متعلق عمومی سرگرمیوں کا واحد ذمہ دار ادارہ ہے کہ وہ گیمبیا میں دین اسلام سے متعلق کسی بھی قسم کی غلط فہمی کو مستند حوالہ سے دور کرے۔ اس لئے کونسل، عوام الناس بالخصوص مسلم امت کے سامنے قادیانیت کے متعلق مسلم امت کا موقف پیش کرتی ہے۔ دنیا بھر کے اسلامی علماء جن میں پاکستان کے علمائے کرام بھی شامل ہیں اس بات پر متفق ہیں کہ قادیانی جماعت مسلمان نہیں۔

ابھی حضرت مولانا اللہ وسایا کا بیان جاری ہی تھا (اور دوران بیان حضرت حاضرین مجلس کو تسلی بھی دیتے تھے کہ بس تھوڑی دیر بعد حضرت مولانا محمد طلحہ صاحب تشریف لانے والے ہیں) اور حضرت مولانا عزیز الرحمان ثانی مدرسہ کے گیٹ پر حضرت کاندھلوی کی انتظار میں چشم براہ تھے کہ اتنے میں حضرت مولانا محمد طلحہ تشریف لے آئے اور حضرت مولانا عزیز الرحمان ثانی حضرت اقدس کو سیدھا مسجد ہی میں لے آئے۔ آتے ہی بغیر کسی سے مصافحہ کئے درجہ مشکوٰۃ کے طلبہ اور حاضرین کی طرف متوجہ ہوئے۔ مجمع پر سناٹا طاری ہوگیا۔ مدرسہ و مسجد میں ایک بہار اور رحمت خداوندی چھا گئی۔ مشکوٰۃ شریف کا آخری درس ہوا اور درجہ مشکوٰۃ کے طلبہ کو حضرت کے ہاتھوں امیر مرکزیہ حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ کی تفسیر ''تبیان الفرقان'' کی چھ جلدوں کا ایک ایک سیٹ دیا گیا۔ اور اس تقریب سے قبل ہمارے اسی ادارے کے درس نظامی کے طلبہ کے مابین تقریری مقابلہ ہوا اس میں اول، دوم، سوم آنے والے طلبہ کو انعام دیا گیا۔ پھر حضرت مولانا محمد طلحہ صاحب نے دعائیہ کلمات ارشاد فرمائے۔ چاہت ابھی باقی ہی تھی کہ حضرت اقدس دامت برکاتہم واپس تشریف لے گئے:

وصل کا دن تھا اور اتنا مختصر
دن گنا کرتے تھے جس دن کے لئے

اللہ تعالیٰ حضرت اقدس مولانا محمد طلحہ صاحب مدظلہ اور جملہ اکابرین کا سایہ عاطفت ہمارے سروں پر تادیر سلامت با کرامت رکھے اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے اس عظیم ادارہ کو تاقیامت آباد وشاد رکھے۔ آمین!

دعائے مغفرت کی اپیل

امیر عالمی مجلس تحصیل قائد آباد حاجی محمد زمان اتراء کے ماموں ملک حاکم خان گذشتہ دنوں رضاء الٰہی سے انتقال فرماگئے جو مجاہدین ختم نبوت کے ساتھ انتہائی محبت رکھنے والے اور دفاعی کام کرنے والے ایک مخلص انسان تھے۔ جن کے جنازہ میں سیاسی وسماجی، مذہبی راہنماؤں نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔ اس کے کچھ دنوں بعد حاجی صاحب کے تایازاد بھائی حاجی محمد اقبال اتراء جو تحفظ ختم نبوت کا کام کرنے والوں کے لئے ہمہ وقت تیار رہنے والے میزبان تھے، انتقال فرماگئے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع خوشاب کے تمام عہدیداران حاجی زمان صاحب کے اس دوہرے غم میں برابر کے شریک ہیں اور تمام قارئین لولاک سے دعائے مغفرت کی اپیل کرتے ہیں۔

جماعتی سرگرمیاں

ادارہ

کارروائی سہ ماہی اجلاس مبلغین

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغین کا سہ ماہی اجلاس ۲،۷ رجب المرجب ۱۴۳۶ھ مطابق ۲۶،۲۷ اپریل ۲۰۱۵ء مولانا عزیز الرحمن جالندھری دامت برکاتہم کی صدارت میں منعقد ہوا۔ جس میں مولانا قاضی احسان احمد، کراچی، مولانا توصیف احمد، حیدرآباد، مولانا مختار احمد، تھرپارکر، مولانا محمد علی صدیقی، میرپورخاص، مولانا تجمل حسین، نواب شاہ، مولانا محمد حسین ناصر، سکھر، مولانا راشد مدنی، رحیم یار خان، مولانا محمد اسحق ساقی، بہاولپور، محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا اللہ وسایا، ملتان، مولانا عبدالستار گورمانی، خانیوال، مولانا عبدالحکیم نعمانی، چیچہ وطنی، مولانا عبدالرزاق، اوکاڑہ قصور، مولانا عزیز الرحمن ثانی، لاہور، مولانا زاہد وسیم، راولپنڈی، مولانا محمد طیب، اسلام آباد، مولانا خالد عابد، سرگودھا، مولانا غلام مصطفیٰ، چناب نگر، مولانا حمزہ لقمان، بھکر، مولانا قاضی عبدالخالق، مظفرگڑھ، مولانا محمد اقبال، ڈیرہ غازیخان، مولانا خبیب احمد، ٹوبہ ٹیک سنگھ، مولانا عبدالرشید سیال، فیصل آباد، مولانا فقیر اللہ اختر، سیالکوٹ، مولانا محمد عارف شامی، گوجرانوالہ، مولانا محمد قاسم سیوطی، منڈی بہاؤالدین، مولانا محمد عابد کمال، پشاور نے شرکت کی۔

اجلاس میں حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ، مولانا قاری خلیل احمد بندھانی رکن مرکزی شوریٰ، مولانا غلام محمد گوپانگ، بدین، والد محترم قاری منیر احمد، گوجرانوالہ، والد محترم مولانا محمد راشد مدنی، رحیم یار خان، عبدالرحمن ماموں مولانا محمد قاسم رحمانی، حافظ عبدالقادر میرانی، ضرار عثمانی، اوکاڑہ، مولانا عبدالقادر، چوکی، قاری غلام حسن، حافظ والا، جلالپور پیروالا، قاری محمد ادریس پانی پتی، چوہدری محمد اقبال گجر، منڈی بہاؤالدین، مولانا دوست محمد، شورکوٹ، والد محترم ظفر سجاد، لالہ موسیٰ، والد محترم شیخ عبدالغفار، والد محترم غلام شبیر، پنوعاقل، سمیت تمام مرحومین کے ایصال ثواب کے لئے قرآن خوانی اور دعائے مغفرت کی گئی۔ مولانا ریاض وٹو مبلغ شیخوپورہ کے فیصلہ کے خلاف ہائی کورٹ میں اپیل کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ فیصل آباد، قصور، حیدرآباد میں منعقد ہونے والی بین الاضلاعی ختم نبوت کانفرنسوں کی کامیابی پر اللہ پاک کے حضور سجدہ شکر بجالایا گیا۔ کانفرنسوں میں مدعو علماء کرام، خطباء عظام کا شکریہ ادا کیا گیا۔

تمام مبلغین کو ہدایت کی گئی کہ وہ اپنے اپنے حلقوں میں کانفرنسوں کے ساتھ ساتھ ہر سہ ماہی میں کم از کم ایک کورس ضرور رکھیں اور کورس کی کامیابی کے لئے بھرپور محنت کریں۔ نیز تمام مبلغین کو ہدایت کی گئی کہ اپنے اپنے حلقوں کے پروگراموں کی خبریں ماہنامہ لولاک ہفت روزہ ختم نبوت، قومی اخبارات کے علاوہ پشاور دفتر کو بھی ضرور بھجوائیں۔ تاکہ فیس بک پر لائی جاسکے۔ تمام مبلغین نے اپنے اپنے حلقوں کی تبلیغی رپورٹیں پیش کیں۔ جس پر اطمینان کا اظہار کرتے ہوئے مبلغین کو ہدایت کی گئی کہ تبلیغی نظام میں اور تیزی لائیں۔

آل پاکستان ختم نبوت کورس چناب نگر منعقدہ ۴ تا ۲۷؍شعبان المعظم مطابق ۲۳؍مئی تا ۱۵؍جون کے انتظامات کو آخری شکل دی گئی اور طے کیا گیا کہ مولانا محمد اسحٰق ساقی، مولانا محمد اقبال، مولانا محمد وسیم، مولانا ابوبکر، حافظ غلام یٰسین خورد ونوش کے نظم کو چلائیں گے۔ مولانا عزیز الرحمن ثانی داخلہ سمیت دیگر امور کی نگرانی کریں گے۔

۴ تا ۱۱؍شعبان پہلے ہفتہ میں مولانا راشد مدنی، مولانا غلام رسول دین پوری، مولانا غلام مرتضیٰ، مولانا محمد احمد مدرس مدرسہ ختم نبوت چناب نگر لیکچر دیں گے۔ دوسرے ہفتہ ۱۲ تا ۱۹؍شعبان المعظم محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا عزیز الرحمن ثانی، مولانا رضوان عزیز لیکچر دیں گے۔ تیسرے ہفتہ ۲۰ تا ۲۷؍شعبان المعظم مولانا محمد قاسم رحمانی، مولانا مفتی محمد انور اوکاڑوی، مولانا زاہد الراشدی، حاجی اشتیاق احمد، مولانا مفتی محمد حسن ودیگر بیانات فرمائیں گے اور یہ سلسلہ ۲۷؍شعبان المعظم تک جاری رہے گا۔ ۲۷؍شعبان المعظم کو آخری تقریب منعقد ہوگی۔ جس میں امتحان میں اوّل، دوم، سوم آنے والوں کو مرکزی نائب امیر حضرت اقدس حافظ ناصر الدین خاکوانی، حضرت صاحبزادہ خلیل احمد، حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری اور دیگر عمائدین انعامات، اسناد اور کتب پیش کریں گے۔

تمام مبلغین کو ہدایت کی گئی کہ ماہ رجب میں تمام مدارس عربیہ کے دورے مکمل کر لیں۔ مدارس اور جامعات میں ترغیبی بیانات کے ذریعہ زیادہ سے زیادہ طلبہ کرام کو شرکت کی ترغیب دیں۔ ایک سالہ کورس میں شرکت کے لئے بھی فضلاء کو تیار کریں۔ جو انشاء اللہ العزیز آئندہ تعلیمی سال سے چناب نگر مدرسہ ختم نبوت میں منعقد ہوگا۔ شرکت کے متمنی حضرات مولانا رضوان عزیز انچارج کورس سے فون نمبر پر رابطہ فرمائیں۔ نشستیں محدود ہوں گی۔ کورس ۱۵؍شوال المکرم سے رجب کے آخر تک جاری رہے گا۔ شرکاء کورس کا ماہانہ ۱۵۰۰ روپے وظیفہ بھی دیا جائے گا۔

شاہ تاج شوگر مل منڈی بہاؤ الدین کے منیجر جناب شمس امتیاز کے قبول اسلام کا خیر مقدم کرتے ہوئے ان کے لئے دین اسلام پر استقامت کی دعا کی گئی۔ ماہنامہ لولاک سے متعلق بھی کئی ایک فیصلہ جات کئے گئے۔ آئندہ سہ ماہی کے لئے کتاب احتساب قادیانیت جلد نمبر ۲۴ منتخب کی گئی جس میں کل اٹھارہ رسائل ہیں۔ ہر ماہ چھ چھ رسائل کی تلخیص ہوگی اور تلخیص دفتر مرکزیہ کو ہر ماہ بھیجنا ضروری ہے۔ آئندہ میٹنگ ۸، ۹؍شوال المکرم مطابق ۲۴، ۲۵؍جولائی کو دفتر ملتان میں ہوگی۔

ختم نبوت کانفرنس قصور

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع قصور کے زیر اہتمام تاریخی عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس ۴؍اپریل ۲۰۱۵ء بروز ہفتہ ڈگری کالج گراؤنڈ قصور میں منعقد ہوئی۔ تقریباً پچاس ہزار سے زائد افراد نے شرکت کی۔ قصور ضلع کے علاوہ لاہور، بصیرپور، منڈی احمد آباد، رائے ونڈ سے بھی لوگوں نے قافلوں کی شکل میں شرکت کی۔ کانفرنس کا آغاز بعد نماز مغرب حافظ حسین احمد اور محمد ابوبکر کی تلاوت سے ہوا۔ صدارت مولانا پیر رضوان نفیس نے کی۔ حافظ محمد وسیم اور محمد عمر نے نعت رسول مقبول ﷺ پیش کی۔ بیانات مولانا محمد قاسم، مولانا عبدالنعیم، مولانا عمر حیات کے ہوئے۔

دوسری نشست کا آغاز بعد نماز عشاء عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر جناب قاری مشتاق احمد رحیمی کی

تلاوت سے ہوا۔ صدارت نائب امیر مرکزیہ صاحبزادہ مولانا عزیز احمد نے کی۔ بیانات پروفیسر مولانا غلام سرور قاسمی، مولانا قاری علیم الدین شاکر، مولانا عبدالشکور حقانی، مولانا جمیل الرحمن اختر، مولانا قاری نذیر احمد نے ختم نبوت کانفرنس کے اغراض ومقاصد بیان کئے اور قادیانیت کے دجل وفریب کا پردہ چاک کیا۔

خیبر پختونخواہ کے امیر مفتی شہاب الدین پوپلزئی نے سیرت نبوی ﷺ کے مختلف ادوار کو بیان کیا۔

بریلوی مکتب فکر کے مولانا سید عاشق حسین، مولانا شفاعت رسول نوری نے اپنے بیانات میں اتحاد امت کی ضرورت واہمیت کو بیان کیا۔ جمعیت اہل حدیث کے جنرل سیکرٹری مولانا سید ضیاء اللہ شاہ بخاری نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی خدمات کا اعتراف کیا اور کہا کہ قادیانیوں کو امتناع قادیانیت آرڈیننس کا پابند کیا جائے۔ خطیب خوش الحان مولانا عبدالرؤف چشتی نے خطاب میں کہا کہ مرزا قادیانی کو انسان کہنا بھی انسانیت کی توہین ہے۔ جماعت اسلامی پنجاب کے امیر ڈاکٹر وسیم اختر ایم۔پی۔اے بہاولپور، مسلم لیگ کے جناب نعیم صفدر انصاری ایم۔پی۔اے قصور، جمعیت علماء اسلام کے جنرل سیکرٹری مولانا امجد خان، ڈپٹی چیئرمین سینٹ مولانا عبدالغفور حیدری نے کہا۔ ہم انشاء اللہ! پارلیمنٹ کے ایوانوں کے اندر کسی کو بھی اسلامی شقوں کو ختم کرنے کی اجازت نہیں دیں گے۔ جب بھی پارلیمنٹ میں کوئی مسئلہ آتا ہے تو ہم بھرپور دفاع کرتے ہیں اور آئندہ بھی کرتے رہیں گے۔

کانفرنس میں نقابت کے فرائض مولانا عزیز الرحمن ثانی، مولانا عبدالرزاق نے سرانجام دیئے۔ کانفرنس کے پنڈال اور سٹیج کو قائدین کی آمد کو خوش آمدید کے خوبصورت بینروں اور فلیکسوں سے سجادیا گیا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما حضرت مولانا اللہ وسایا نے بیان میں گیمبیا افریقہ کے ملک میں قادیانیوں کی سرگرمیوں کے خلاف ان کی حکومتی فیصلے کا خیر مقدم کیا گیا۔ وہاں کے حکمرانوں کو اتنا عظیم اور خوشکن فیصلہ کرنے پر خراج عقیدت پیش کیا گیا۔ قاری مشتاق احمد رحیمی اور مولانا عبدالرزاق مجاہد نے تمام انتظامیہ افسران بالا اور آنے والے مہمانوں اور قافلوں کو خوش آمدید کہا۔ سیکورٹی کا نظم مولانا خالد محمود لاہور والوں کے طلباء اور اقراء روضۃ الاطفال قصور کے اساتذہ وعملہ نے سرانجام دیا۔ انتظامی امور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت قصور کے ناظم میاں محمد معصوم انصاری اور حاجی شبیر احمد مغل، طلباء جامعہ رحیمیہ، انجمن تاجران اور پریس رپورٹران، کالج سکولز کے اساتذہ طلبہ نے احسن طریقے سے فرائض سرانجام دیئے۔ کانفرنس کو کامیاب بنانے کے لئے مفتی عبدالعزیز عزیزی اور مولانا محمد صادق، مولانا حافظ طارق، مولانا عبداللطیف، مولانا افضل، مولانا عمر فاروق، مولانا طاہر، قاری نور محمد شاکر، مولانا حبیب اللہ، قاری عبدالکریم، حافظ طلحہ، حافظ عبداللطیف، قاری محمد طاہر، قاری سیف اللہ رحیمی، قاری محمد رفیق، قاری محمد رمضان، قاری شاہ محمد، مفتی زبیر، قاری جمال دین، مولانا عبدالغنی، مولانا رفیق، بھائی ساجد، مولانا سیف اللہ لیاقت طلباء جامعہ عبداللہ بن عباس اور طلباء جامعہ رحیمیہ قصور کے علاوہ کافی دوستوں نے کانفرنس کو کامیاب بنانے میں خوب محنت کی۔ حضرت سید نفیس الحسینی کے خلیفہ مجاز مولانا پیر رضوان نفیس کی دعا سے کانفرنس رات ایک بجے خیر وخوبی سے اختتام پذیر ہوئی۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ

کے نجوم ہدایت

بانی وامیر اول امیر شریعت حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

امیر دوئم حضرت مولانا قاضی احسان احمد صاحب شجاع آبادی رحمۃ اللہ علیہ

امیر سوئم حضرت مولانا محمد علی صاحب جالندھری رحمۃ اللہ علیہ

امیر چہارم حضرت مولانا لال حسین اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

قائم مقام امیر حضرت مولانا محمد حیات صاحب رحمۃ اللہ علیہ

امیر پنجم حضرت مولانا سید محمد یوسف صاحب بنوری رحمۃ اللہ علیہ

امیر ششم حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

امیر ہفتم حضرت مولانا عبد المجید صاحب لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ

امیر ہشتم حضرت مولانا ڈاکٹر عبد الرزاق اسکندر صاحب دامت برکاتہم

……الحمد للہ……

یوم تاسیس سے تا ایں دم ہر دور میں تحفظ ختم نبوت، تحفظ ناموس رسالت اور تعاقب قادیانیت کیلئے جو بھی تحریک چلائی گئی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ہی کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ مجلس عمل کے عنوان سے ساری قوم کو ایک پلیٹ فارم مہیا کیا اور ہر تحریک کی کامیابی کا ثمرہ اللہ نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو عطا فرمایا۔ جس کے اثرات وطن عزیز میں بالخصوص اور دنیا کے پانچ براعظموں میں بالعموم آشکارا ہیں۔

ذٰلِكَ فَضۡلُ اللّٰهِ يُؤۡتِيۡهِ مَنۡ يَّشَآءُ

تین روزختم نبوت کورس ریلوے لاریکس کالونی بادامی باغ لاہور

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لاہور کے زیراہتمام تین روزہ ختم نبوت کورس جامع مسجد ریاض الجنہ مرکز صوت القرآن ریلوے لاریکس کالونی بادامی باغ لاہور میں منعقد ہوا۔ پہلے دن عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لاہور کے سرپرست مولانا نعیم الدین کا لیکچر ہوا۔ دوسرے دن معروف مصنف جناب متین خالد کا بیان ہوا۔ تیسرے دن عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، مناظر اسلام مولانا محمد اسماعیل محمدی، مولانا عبدالشکور حقانی، مولانا عبدالقدوس محسن، مولانا محمد عرفان کے بیانات ہوئے۔ کورس میں مختلف موضوعات، عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت وفضیلت، جھوٹے مدعیان نبوت کا انجام، حیات حضرت عیسیٰ، کذبات مرزا، قادیانیوں اور عام کافروں میں فرق، قرب قیامت آنے والے حضرت عیسیٰ اور حضرت مہدیؓ کی علامات اور نشانیاں، تحریک ختم نبوت کی کامیابیاں ،قادیانیوں کا بائیکاٹ کیوں ضروری ہے اوران جیسے متعدد موضوعات پر سیر حاصل گفتگو ہوئی۔ مولانا نعیم الدین نے لیکچر دیتے ہوئے کہا کہ عقیدہ ختم نبوت اسلام کی روح اور بنیاد ہے، عقیدہ ختم نبوت ایمان رکھے بغیر کوئی آدمی مسلمان نہیں ہوسکتا۔ عقیدہ ختم نبوت قرآن مجید کی ایک سو آیات مبارکہ اور ذخیرہ احادیث میں سے دوسو دس احادیث مبارکہ سے ثابت ہے۔ تحفظ ختم نبوت کا کام جنت کے حصول سہل اور آسان ذریعہ ہے۔ متین خالد نے لیکچر دیتے ہوئے قادیانیوں کی آئینی اور قانونی حیثیت کو اجاگر کیا۔ اللہ نے اس امت کو اجماع امت کی دولت سے نوازا جبکہ پہلی امتوں کو اجماع امت عطا نہیں کیا گیا اور امت محمدیہ نے بھی کمال کردیا سب سے پہلا اجماع عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ پر کیا۔ تیسرے اور آخری دن کورس کی اختتامی تقریب منعقد ہوئی ،اختتامی تقریب سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، معروف عالم دین مولانا محمد اسماعیل محمدی ،مولانا عبدالشکور حقانی، مولانا محمد عرفان، مولانا عبدالنعیم کے بیانات ہوئے ،جبکہ نعت ونظم مولانا عبدالقدوس محسن نے پیش کی۔ اختتامی تقریب سے خطاب کرتے ہوئے علماء کرام نے کہا کہ عام طور پر قادیانی سادہ لوح مسلمانوں کو ورغلانے کے لیے علماء سے بدظن کرتے ہیں۔ تمام مسلمانوں کو انکی شرانگیزیوں سے ہوشیار رہنے کی اشد ضرورت ہے۔ ختم نبوت کورس میں سینکڑوں افراد نے شرکت کی۔ شرکاء کورس کو اعزازی اسناد، ختم نبوت کے متعلق معلوماتی لٹریچر اور کتب دی گئیں۔ کورس کے تمام انتظامات بھائی مسعود ریحان، محمد عمران نادر، مولانا محمد نثار اور دیگر کارکنان ختم نبوت نے کیے۔ اللہ تعالیٰ انکو جزائے خیر عطا فرمائے۔

MONTHLY LAULAK MULTAN REGD. Number M-108

جون 2015ء

ماہنامہ

لولاک

ملتان

حکیم العصر نمبر

بیاد

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی نور اللہ مرقدہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان

قیمت: 350 روپے

قیمت فی شمارہ -/15 روپے

قیمت سالانہ -/180 روپے